ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

مئی 2018ء

نئی صدی کا ایک عظیم عہد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

عہد برموقع صدسالہ خلافت احمدیہ جوبلی مورخہ ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَشْھَدُاَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

آج خلافتِ احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضے کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرکے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہرملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اُس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعے اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تُو ہمیں اس عہد کو پوراکرنے کی توفیق عطافرما۔اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مئی 2018ء جلد نمبر 47 شمارہ 5

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ	4
☆	''دوسری قدرت دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا'' ازمکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب	5
☆	وحی والہام ازمکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	11
☆	روزے کی غرض وغایت : خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب ازمکرم مولانا فرخ راحیل صاحب	15
☆	خلفائے احمدیت اور خلافت احمدیہ کے بارہ میں غیروں کے تاثرات ازمکرم محمود احمد ملک صاحب	17
☆	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء ازمکرم مولانا عبدالماجد طاہرؔ صاحب	23
☆	یوم مصلح موعود کے جلسے	31
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	33
☆	شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْناً ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ o

(سورۃ النور 56:24)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : عَلَیْکَ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ فِیْ عُسْرِکَ وَ یُسْرِکَ وَمَنْشَطِکَ وَ مَکْرَھِکَ وَاَثَرَۃٍ عَلَیْکَ۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ وجوب طاعۃ الامر انفی غیر معصیۃوتحریمھا فی المعصیۃ حدیث 4754 بحوالہ حدیقۃ الصالحین، صفحہ 616)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی اور خوش حالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے (حاکم وقت کے حکم کو) سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے

مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے

’’ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306)

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے مؤحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تفسیر زیر سورۃ النساء آیت 60۔ جلد دوم، صفحہ 246)

لوگوں کو رمضان کی اہمیت کا علم ہوتا تو لوگ چاہتے کہ پورا سال ہی رمضان رہے

گناہوں کی معافی اور روحانی ترقی کے لئے محاسبۂ نفس ضروری ہے

ہمیں ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جون 2017ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ (سورۃ البقرۃ 2:184) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی اہمیت کا علم ہوتا تو لوگ چاہتے کہ پورا سال ہی رمضان رہے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ رمضان کی فضیلت کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً جنت کو رمضان کے لئے مزین کیا جاتا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ پس گناہوں کی معافی اور روحانی ترقی کے لئے محاسبہ نفس ضروری ہے کہ کیا انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح ادا کر رہا ہے۔ تقویٰ ہی رمضان کا حقیقی مقصد ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ تقویٰ کے معیار کے حصول کی خاطر ہی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپؑ کی کتب اور ارشادات مختلف زاویوں سے اس طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا کہ ایمان کی حالت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی پہچان نہ ہو۔ اور خدا شناسی کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق اور اور عبادتِ الٰہی ضروری ہے۔ پس یہ نہایت ہی بڑا کام ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان کا اثر انسان کی پوری زندگی پر نظر آئے یعنی رمضان کے نتیجہ میں باقی 11 مہینوں میں بھی انسان میں پاک اور نیک تبدیلی پیدا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھایا کہ حقیقی ایمان وہی ہے جس کا ثبوت انسان کے اعمال سے ملے۔ یعنی کہ اگر انسان خدا تعالیٰ کے تمام احکام بجالائے تب ہی حقیقی ایمان انسان کو حاصل ہو سکتا ہے ورنہ محض زبانی دعوے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ روزے رکھتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں لیکن تقویٰ سے عاری ہونے کی وجہ سے یہی چیزیں انہیں گناہ گار بنا رہی ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مسلمانوں میں آج جتنے مسائل ہیں وہ خدا تعالیٰ کے احکامات سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ مثلاً ابھی حال ہی میں افغانستان میں تقریباً 100 لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس جب ہم یہ ظلم و بربریت کے واقعات دیکھتے ہیں تو احمدیوں کو خاص طور پر اپنے اعمال کی طرف توجہ دینی چاہئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان لوگوں سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ (سورۃ حٰمٓ السجدہ 31:41)

یعنی جن لوگوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر استقامت حاصل کی تو ایسے لوگوں پر اسی دنیا میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی مراد متقی لوگ ہیں یعنی جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہو گئے۔ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا یعنی ان پر بہت ابتلا آئے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے نہیں ہٹتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایسا نہیں کہ سال بھر میں صرف رمضان میں اس طرف توجہ پیدا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے ان لوگوں کا جو مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کے احکامات پر چلنے والے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے ہیں۔

متقی کیسے بنا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ متقی بننے کے لئے ضروری ہے کہ موٹے موٹے گناہ مثلاً چوری، زنا وغیرہ کو چھوڑنے کے بعد انسان اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے حسنِ سلوک کرے۔ خدا تعالیٰ سے وفا کا تعلق ہو۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے۔ پس یہ بات ہم پر رمضان میں بہت بڑی ذمہ داری ڈالتا ہے کہ ہم ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیں اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں اور پھر اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضورِ انور نے مکرم خواجہ احمد صاحب درویش قادیان کے نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔

(وکالت علیا تحریک جدید ربوہ)

دوسری قدرت .... دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

قدرتِ ثانیہ: پہلی زبردست قدرت الٰہیہ کو تو دیکھ چکے ہیں اور دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مکرم پروفیسر غلام مصباح بلوچ صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آنے والے مسیح موعود و امام مہدی کے ذریعے جہاں کسر صلیب، احیا دین، قتل دجال، وضع حرب وغیرہ جیسے عظیم الشان کاموں کی پیشگوئی فرمائی وہاں ایک عظیم الشان برکت و رحمتِ الٰہی ثم تکون خِلافة علی مِنهاجِ النبوة کی بھی نوید سنائی چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات میں وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں جو کہ احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی تھیں، باقی پیشگوئیاں تو وہ تھیں جن کا ظہور خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہوا لیکن ثم تکون خِلافة علی مِنهاجِ النبوة کی پیشگوئی تو طبعاً آپ کی وفات کے بعد ہی پوری ہونی تھی کیونکہ خلافت یعنی جانشینی تو غیر حاضری میں ہی ہوا کرتی ہے پس جب تک آپ زندہ تھے اس پیشگوئی کا ظہور ناممکن تھا اسی لئے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

بلکہ اپنی وفات کے الہامات کا ذکر کر کے مفصل طور پر اپنے بعد خلافت حقہ کی پیشگوئی فرمائی چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

''غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوئے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط۔ (النور 56:24) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے، سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاوں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔''

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306-304)

آپ ؑ مزید فرماتے ہیں:

''اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' (الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306۔307)

رسالہ الوصیت دسمبر 1905ء میں طبع ہوا چنانچہ اس کے چند دن بعد ہی یعنی 15 جنوری 1906ء کو ایک خادم باہر سے قادیان آئے اور حضور علیہ السلام کی وفات کے الہامات کی وجہ سے رو پڑے، حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ وقت تمام انبیاء کے متبعین کو دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں ایک نشان خدا تعالیٰ دکھاتا ہے، نبی کی وفات کے بعد اس سلسلہ کو قائم رکھ کر اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہ سلسلہ دراصل خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، بعض نادان لوگ نبی کے زمانہ میں کہا کرتے ہیں کہ یہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی ہے اور دکاندار ہے کسی اتفاق سے اس کی دکان چل پڑی ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد یہ سب کاروبار تباہ ہو جاوے گا تب اللہ تعالیٰ نبی کی وفات کے وقت ایک زبردست ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کے سلسلہ کو نئے سرے سے پھر قائم کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بھی ایسا ہی ہوا تھا۔... تب خدا تعالیٰ نے ابوبکر کو اٹھایا اور تمام کاروبار اسی طرح جاری رہا، اگر انسان کا کاروبار ہوتا تو اس وقت ادھورا رہ جاتا۔... اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ 2۔ نظارت اشاعت ربوہ)

خدائے عزیز و حکیم کے فضل و رحم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست قدرت کو ایک مرتبہ پھر ظاہر کیا اور حضرت حکیم حافظ مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلعت خلافت سے نواز کر اس جماعت کو

سنبھال لیا اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے نیز دوسری قدرت... دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ کے مطابق ضروری تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اور وجود ہوں جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور وجودوں کو بھی اپنی قدرت ثانیہ کے مظاہر کے طور پر ظاہر کیا اور انہی مظاہر کے ہاتھ پر بیعت کرا کے جماعت کو پہلے بھی متحد و متفق رکھا، آج بھی رکھے ہوئے ہے اور آئندہ بھی رکھے گا، انشاء اللہ۔

افسوس صد افسوس کہ بعض لوگ اس نعمت عظمیٰ کو پا کر بھی اس کے انکار کرنے والوں میں سے ہو گئے اور سورہ آل عمران آیت 8 کے مطابق کج رو اور ٹیڑھے پن والے لوگوں کی طرح اپنے مطلب کی تاویلیں کر کے دین میں فتنہ ڈالنے کی کوشش کی اور مختلف حیلے بدل کر حیلوں اور بہانوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیت کا انکار کیا۔ منکرین خلافت کے دو ہی بہانے ہیں:

(1) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رسالہ الوصیت میں تحریر فرمانا اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ جس کا مطلب ہے کہ امام یا خلیفہ کی ضرورت نہیں بس آپس میں مل کر کام کرنا چاہئے اور آئندہ کسی زمانے میں خدا سے روح القدس پا کر کوئی کھڑا ہو تو اس کی بیعت کر لی جائے۔

(2) حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے اکٹھے مل کر دعائیں کرنے کی تحریک کرنا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو'' تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جملہ قدرت ثانیہ کے متعلق تحریر کا اخیر ہے یعنی قدرت ثانیہ کے بیان کے تسلسل میں ہی حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ بات بیان فرمائی ہے پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طور پر بھی درست نہیں کہ امام یا خلیفہ کی ضرورت نہیں بس آپس میں مل کر کام کرنا چاہئے اور آئندہ کسی زمانے میں خدا سے روح القدس پا کر کوئی کھڑا ہو تو اس کی بیعت کر لی جائے۔ کیونکہ یہ نتیجہ نکالنا گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تمام تعلیم و تلقین پر پانی پھیرنا ہے جو قدرت ثانیہ کے متعلق آپ جماعت کو وصیت تحریر فرما رہے ہیں، حضور علیہ السلام نے تو واضح فرمایا ہے کہ میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ قدرت ثانیہ کا ظہور کوئی پہلی دفعہ دنیا میں نہیں ہونا تھا بلکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے یعنی پہلے بھی انبیا کی وفات پر اس کو ظاہر کرتا آیا ہے اور اب حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات پر اس کا ظہور ہوگا اور جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا اور تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا کی مثال دے کر آپ نے ہر قسم کے شک وشبہ کو دور فرما دیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو روح القدس کے بغیر ہی کھڑا کر دیا؟ اور ان کے بعد حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ بھی کیا بغیر روح القدس کے خود ہی کھڑے ہو گئے؟

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس قدر واضح اور روشن بیان کے بعد امامت یا خلافت کا انکار کرنا اپنے دل کے زیغ کو ظاہر کرنا ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کا وقت جیسا کہ ''حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔'' کے الفاظ سے ظاہر فرمایا ہے تو طبعاً اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔ کے الفاظ میں بھی آنحضرت ﷺ کی وفات اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے سے پہلے کے نازک وقت کی طرف اشارہ ہے کہ میری وفات پر نہ بادیہ نشینوں کی طرح مرتد ہونا اور نہ ہی ان لوگوں کی طرح الگ مجلسیں لگا لینا جنہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات پر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھ کر مِنا امِیر و مِنکم امِیر (یعنی اب ایک امیر ہم (انصار) میں سے اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہوگا) کا فیصلہ کر لیا تھا اور سمجھانے پر بھی لا و اللہِ لا نفعل، مِنا امِیر و مِنکم امِیر پر تلے ہوئے تھے لیکن موقع پر ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اکثریت کی بیعت کرا کے ان کی غلط فہمی کو بھی دور کر دیا اور امت مسلمہ ایک مرتبہ پھر حبل اللہ کو پکڑ کر تفرقہ سے بچ گئی۔ اس پس منظر میں حضرت اقدس علیہ السلام کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ اے جماعت احمدیہ! تم ان مجرب غلطیوں کو نہ دہرانا بلکہ سب میرے بعد مل کر کام کرنا۔ اور خلافت پر ایمان لاتے ہوئے انتخاب خلافت بھی ان کاموں میں سے ایک اہم کام ہے اسی لئے امام ابن حجر العسقلانی نے اپنی شرح بخاری میں یہ بات درج فرمائی ہے کہ:

ان اِقام الخلِیفة سن موکد ... و بانهم ترکوا لِاجلِ اِقامتِها اعظم المهِماتِ و هو التشاغل بِدفنِ النبِی ﷺ حتی فرغوا مِنها۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابہ باب قول النبی ﷺ لو کنت متخِذا خلِیلا)

یعنی خلافت کا قیام ایک سنت مؤکدہ ہے۔ ...یہ بھی کہ اس (خلافت) کے قائم کرنے کی خاطر بعض عظیم الشان کام بھی چھوڑ دئے جن میں سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی تدفین بھی تھی، جب تک کہ وہ اس (قیام خلافت) سے فارغ نہیں ہوئے۔

پس نبی یا خلیفہ کی وفات کا وقت صبر اور آپس میں اتحاد دکھانے کا ہوتا ہے کیونکہ یہ چند لمحے جماعت بغیر امام کے ہوتی ہے اور امام یا خلیفہ جو کہ وحدت کا اصل سبب ہے اس کی عدم موجودگی میں یہی نصیحت ہے کہ مل کر کام کرنا اسی لیے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ بننے کے بعد بارہا جماعت کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ (بدر 24 اگست 1911ء) یعنی جماعت کا شیرازہ کسی امام یا خلیفہ کے بغیر قائم رہنا ممکن نہیں پس جب تک اللہ تعالیٰ شیرازہ قائم کرنے والا نہ چن لے آپس میں مل کر کام کرنا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت کے آغاز میں ہی یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

''میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں، چند نصائح لکھوں۔'' (الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 301)

پس جو لوگ حضور علیہ السلام کے کلام سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے وہی اس قسم کے حیلے بہانے کر کے بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ خلافت کو چھوڑ کر جس طرح انہوں نے مل کر کام کیا ہے وہ بھی دنیا نے دیکھ لیا ہے۔

دوسری دلیل منکرین خلافت نے یہ دی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدرت ثانیہ کے نزول کے لئے جماعت کو دعا کی تحریک فرمانا ثابت کرتا ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ بھی اس بات کے قائل تھے کہ ابھی تک قدرت ثانیہ ظاہر نہیں ہوئی اور آئندہ کبھی ہوگی۔

یہ درست ہے کہ خلافتِ اولیٰ کے ابتدا میں ہی حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ

تحریک اعلان کرائی کہ احباب جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لیے مل کر دعائیں کرنی چاہئیں۔(الحکم 6 جون 1908ء، صفحہ 8، کالم 3)

لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طور بھی درست نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول خود قدرت ثانیہ کے مظہر نہیں تھے۔ کیا کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات سے انکار کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی دوسری قدرت کا مظہر نہیں ہوں؟ آپ کو خلیفۃ المسیح بھی لکھا گیا اور قدرت ثانیہ کا مظہر اول بھی کہا گیا لیکن کبھی بھی آپ نے جماعت کو اس بات سے منع نہیں کیا کہ مجھے قدرت ثانیہ کا مظہر اول نہ لکھا کرو۔ بلکہ اخبار الحکم میں جہاں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احباب جماعت کو اس تحریک کا اعلان ہے۔ اسی اعلان میں ایڈیٹر اخبار الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی لکھا ہے:

''سب سے بڑی بات جس کے لئے ہمیں طیار ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے مل کر دعائیں کریں جیسا کہ حضرت امام علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے۔... اور بڑی خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اول ہمیں عطا کیا، وہ مظہر اول وہی ہے جس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں یعنی حضرت حکیم الامت۔'' (الحکم 6 جون 1908ء، صفحہ 8، کالم 3)

اور ایک بار نہیں کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی دوسری قدرت کا مظہر کہا گیا، ایک اور جگہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی فوق الفوق اور ورا الورا طاقت و قدرت نے دکھا دیا تھا کہ یہ درخت اس نے خود لگایا ہے اور وہ آپ اس کا نگہبان اور متولی ہے۔ بہر حال خدا تعالیٰ نے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اپنی قدرت کا ہاتھ پھر دکھایا اور ہم سب کو ایک واجب الاحترام معالج کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اسے اپنا امام یقین کرنے کی توفیق دی۔''

(الحکم 26 جولائی 1908ء، صفحہ 1، کالم 1-2)

پھر ایک اور جگہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے حضرت اقدس علیہ السلام کے وصال اور رفع کو قدرتِ ثانیہ کے ظہور و نزول کا مقدمۃ الجیش قرار دیتے ہوئے لکھا:

''حضور علیہ الصلو والسلام کی اس وصیت کی تکمیل اور تعمیل کے لیے قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے۔'' (الحکم-22 اگست 1908ء، صفحہ 5، کالم 1)

1908ء کا جلسہ سالانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلا جلسہ سالانہ تھا چنانچہ احباب جماعت میں مخالفین کی امیدوں کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے جلسے میں شامل ہونے کا ایک جوش اور ولولہ تھا، حضرت ملک نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقشہ نویس لائل پور نے اپنے ایک خط میں لکھا:

ہر ایک احمدی کو ابھی سے اس میں حصہ لینے کے لئے کوشش فرمانی چاہئے۔ قدرت ثانیہ میں یہ پہلا سالانہ جلسہ ہے۔

(الحکم- 18 ستمبر 1908ء، صفحہ 4، کالم 2)

اگر صحابہ کرام ؓ کا آپ کو قدرتِ ثانیہ کا مظہر لکھنا غلط تھا تو کیوں نہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نوٹس لیا اور اس کی تردید فرمائی؟ آپ کیسے تردید فرماتے، آپ تو خود قدرت ثانیہ کے ظہور کا اعلان فرما چکے تھے، آپ اپنے مضمون وفات مسیح موعود مورخہ 14 جون 1908ء میں مخالفین و معترضین کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

خیر بہر حال اب دشمن جلسے کریں اور خوشیاں منائیں، پہلی زبردست قدرتِ الٰہیہ کو تو دیکھ چکے ہیں اور دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں۔ اب یہ درخت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسے محفوظ رہا ہے ویسا ہی اب پھولے گا اور پھلے گا۔

(ریویو آف ریلیجنز۔ جون و جولائی 1908ء، صفحہ 267)

اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کو قدرتِ ثانیہ یقین نہیں کرتے تھے تو کس بات پر دشمنوں کو فرما رہے تھے کہ دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ تماشا استعمال کرنا بھی دلچسپ ہے، آپ نے اپنے اسی مضمون کے شروع میں دشمنوں کو مسخرے کے لفظ سے بیان فرمایا ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں سے تمسخر کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کو محض تماشا سمجھتے ہیں چنانچہ اسی سوچ کو مدنظر رکھ کر آپ نے فرمایا دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں۔ بہر حال آپ دوسری قدرت کے ظاہر ہونے کے یقین پر ہی یہ بات بیان فرما رہے تھے ورنہ اگر دوسری قدرت ابھی آئی ہی نہیں تھی تو حضور ؓ کس بنیاد پر مخالفین کو تماشا دیکھنے کا کہہ رہے تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے پہلے خطاب میں بھی اس امر کا اعلان کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

''مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کا زمانہ آ گیا۔ اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ ... اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں، تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔''

(الحکم-6 جون 1908ء، صفحہ 8 و اخبار بدر-2 جون 1908ء، صفحہ 8، کالم 3)

حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے 21 جون 1908ء کو لاہور میں اپنی ایک پر جوش تقریر میں فرمایا:

''ان لوگوں کا خیال بلکہ یقین تھا کہ آپؑ کی وفات کے ساتھ ہی یہ کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا اور یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے گا۔ .... مگر خدا کی شان کہ جب وہ وقت آیا تو ان کی تمام امیدوں اور آرزوؤں پر پانی پھر گیا اور ان کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی۔ .... میں خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلوں کو دیکھتا ہوں تو ایسا پاتا ہوں کہ جس طرح کسی عظیم الشان فتح کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے، کوئی قبض نہیں، کوئی گھبراہٹ نہیں، نہ کسی قسم کی کمزوری ہے اور نہ ہی تزلزل۔ کیا یہ اس قدرت ثانیہ کا ابتدا نہیں جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا۔''

(الحکم- 18 جولائی 1908ء، صفحہ 4، کالم 3)

حضرت مولوی محمد علی صاحب نے قدرتِ ثانیہ کی ابتدا کا اعتراف تو کر لیا لیکن افسوس کہ اس کے دائمی اور قیامت تک منقطع نہ ہونے کا انکار کر بیٹھے۔ بہر کیف ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی خلافت کو قدرتِ ثانیہ کا ظہور قرار دیا اور اپنے متعلق قدرت ثانیہ کا مظہر اول لکھے جانے پر کبھی اس کی تردید نہیں کی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احباب جماعت کو قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے مل کر دعائیں کرنے کی تحریک کرنے کا کیا مطلب تھا؟ یہ کوئی عجیب بات نہیں، اس کا مطلب ہمیں بعض قرآنی دعاؤں سے بآسانی سمجھ آ سکتا ہے، سورۃ فاتحہ میں ہم روز یہ دعا کرتے ہیں:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:6)

یعنی ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔ آنحضرت ﷺ بھی نماز میں یہی دعا پڑھا کرتے تھے، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ آپ ؐ صراط مستقیم پر نہیں تھے حالانکہ خود قرآن کریم آپؐ کے حق میں فرماتا ہے:

1) وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الشوریٰ 53:42)

2) وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ (الانعام:154)

اس کا جواب مفسرین نے دیا ہوا ہے، علامہ طبری اپنی تفسیر میں اس آیت کے معانی میں لکھتے ہیں:

قال ابو جعفر : و معنی قولہ (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ

الْمُسْتَقِيْمَ) فِی هذا الموضع عِندنا : وفِقنا لِلثبات علیه، کما روِی ذالک عن ابن عباس۔

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری (متوفی 310 ھجری) سور الفاتحہ زیر آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ)

یعنی اس جگہ صراط مستقیم کی دعا مانگنے سے مراد صراط مستقیم پر ثابت قدمی مانگنا ہے۔

پھر آنحضور ﷺ کے صحابہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں سے اکثر کے نزدیک الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد اسلام ہے۔اب جب کہ ایک انسان بحیثیت مسلمان الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بمعنی اسلام کی دعا مانگتا ہے تو لازمی بات ہے کہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے ہی کی دعا مانگتا ہے کیونکہ دینِ اسلام پر تو وہ پہلے ہی پہنچ چکا ہے۔

اسی طرح نماز کے آخر میں ہم رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ ....(ابراہیم 14:41) کی دعا مانگتے ہیں۔یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے، کیا اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ کی دعا مانگنے کا یہ مطلب ہے کہ نعوذ باللہ حضرت ابراہیم نماز قائم کرنے والے نہیں تھے !اس کا درست مطلب مفسرین نے اپنی تفاسیر میں بیان فرما دیا ہے، علامہ ابوحیان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ودعاء ہ بان یجعله مقِیم الصلوٰة و هو مقِیمها، اِنما یرید بذالِک الدوام۔

(تفسیر البحر المحیط لعلام ابوحیان متوفی 754 ھجری زیر تفسیر سورابراہیم آیت 41)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا مانگنا کہ اللہ انہیں نماز قائم کرنے والا بنائے حالانکہ آپ پہلے ہی اس کے قائم کرنے والے تھے، اِس دعا سے آپ کی مراد صرف دوام یعنی ہمیشگی مانگنا ہے۔

ایک آخری مثال بیان کر کے اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ایک دعا یوں بیان ہوئی ہے:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ (البقرة 2:129)

یعنی اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا۔

اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اِ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں فرمانبردار نہیں تھے، وہ دونوں تو انتہائی فرمانبردار تھے اور دعا میں فرمانبرداری پر ثابت قدمی مانگ رہے تھے، علامہ قرطبی نے اس کے معنے سالا التثبیت و الدوام ۔کے کئے ہیں یعنی دونوں فرمانبرداری میں ثابت قدمی اور مداومت مانگ رہے تھے۔

حضرت امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں اصل اصول بیان فرما دیا ہے، آپ بیان کرتے ہیں:

وطلب تحصِیلِه فِی الزمان المستقبل لا ینافِی حصوله فِی الحال۔

(التفسیر الکبیر للامام الرازی۔سورالبقرة آیت 129 ربنا واجعلنا مسلِمین لک)

یعنی زمانہ مستقبل میں اس (فرمانبرداری) کے مانگنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمانہ حال میں یہ حاصل ہی نہیں ہے۔

پس ان دعاؤں اور ان کی تفسیر سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدرتِ ثانیہ کے ظہور کے لئے دعا کی تحریک کی حکمت بھی سمجھ آ جاتی ہے خصوصاً جب کہ آپ خود اپنی خلافت کے ذریعے قائم ہونے والے اتحاد کے بعد دشمنوں کو دوسری قدرت کا تماشا دیکھیں کا اعلان کر چکے تھے مزید یہ کہ جو پیشگوئی قرآن و حدیث میں موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نص صریح اس کے متعلق موجود ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس کے برعکس کہیں!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نشانات کی قدر دانی کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مجھے پختہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بہت سے عظیم الشان نشان تیرے ہاتھ سے ظاہر ہوں گے مگر یہ علم مجھ کو نہیں دیا گیا کہ کون کون لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔

نشانوں کی ناقدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے، ایک کفر وانکار سے، اور ایک اس طرح کہ دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کی جائے اور پھر اسے قطعاً فراموش کر ڈالا جائے اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کی جائے۔ ... خدا تعالیٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ کن لوگوں نے گذشتہ نشانوں کی قدر دانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی، وہ ان ہی کو آئندہ بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے گا۔

(ملفوظات۔جلد پنجم، صفحہ 326-327)

حضرت اقدس علیہ السلام کے اس اقتباس سے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قدرت ثانیہ کے ظہور کے لئے دعا کرانے کی ایک اور حکمت سمجھ آتی ہے، قدرت ثانیہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان انعام اور نشان ہے پس بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہ ہو کہ دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کی جائے اور پھر اسے قطعاً فراموش کر ڈالا جائے بلکہ ہر ایک جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس نعمت سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔اسی لئے خود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی افراد جماعت کو قدرت ثانیہ کے نزول کے لئے ہمیشہ دعاؤں میں مشغول رہنے کی تحریک فرمائی ہے، حضورؓ فرماتے ہیں:

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے لئے دعاؤں کی جو شرط لگائی ہے وہ کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی زندگی میں اس ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم یہ دعا کرو کہ تمہیں پہلی بار خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت کے زمانہ میں اِس دعا کا یہ مطلب تھا کہ الٰہی اس کے بعد ہمیں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنے ہیں کہ تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں اس دعا کے یہ معنی ہیں کہ تمہیں چوتھی خلافت ملے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری شامتِ اعمال سے اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔'' (خلافت راشدہ۔انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 152)

مفسرین نے دعا کے معنی ایمان اور اللہ کی نعمت پر شکر بجالانے کے بھی کئے ہیں جیسا کہ آیت قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان 25:78) کی تفسیر میں امام رازی نے لفظ دعاوکم کے مختلف معانی میں (1) لولا اِیمانکم (اگر تمہارا ایمان نہ ہو) اور (2) لولا شکرتم علی اِحسانِه (اگر تم اس کے احسان پر شکر نہ کرو) (تو وہ تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا) بھی بیان فرمائے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک میں یہی حکمت تھی۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حضورؓ کی اس تحریک دعا کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل اور ان کے خلفا اور نواب جن امور کو اپنی بیعت یا تعلیم میں رکھتے ہیں وہ بے محل نہیں ہوا کرتی۔ ... یہ لوگ طبیب روحانی ہوتے ہیں جس مرض میں قوم کو مبتلا دیکھتے ہیں اسی کا علاج کرتے ہیں۔' (الحکم۔22 اگست 1908ء، صفحہ 5، کالم 1)

یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جہاں جماعت کا شیرازہ بکھیرنے والے بیرونی حملوں اور سازشوں پر نظر تھی وہاں جماعت کی اندرونی تعلیم و تربیت کی بھی فکر تھی اسی لئے آپؓ ہمیشہ جماعت کو باہم پیار و محبت سے رہنے کی تلقین کرتے رہے، خلافت کے ذریعے قائم ہونے والے اتحاد و اتفاق کے متعلق حضورؓ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس موجودہ اتفاق و وحدت سے ہمارے احباب فائدہ اٹھائیں۔'' (ریویو آف ریلیجنز۔جون وجولائی 1908ء،صفحہ 263۔264)

اسی نعمت کی قدر اور شکر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جماعت کو فرمایا:

''تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔اتفاق بڑی نعمت ہے اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے ہوئے جاتا ہے۔'' (بدر۔24اگست 1911ء)

اکتوبر 1909ء میں خطبہ عیدالفطر میں اسی اہم امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔'' (خطبات نورؓ صفحہ 418)

بم کے گولے اور زلزلہ سے بھی زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو۔ (خطبات نورؓ صفحہ 422)

آپؓ نے منکرین خلافت کے اس وسوسے کا بھی اچھی طرح ازالہ کیا کہ خلیفہ لوگوں کا منتخب کردہ ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''میں خلیفۃ المسیح ہوں اور خدا نے مجھے بنایا ہے۔''

(بدر۔ 25جنوری 1912ء،صفحہ 6،کالم1)

''جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں، خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر حماقت کرو تو سخت حماقت ہے۔'' (بدر۔4جولائی 1912ء،صفحہ 6،کالم3)

''یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو، یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہوگیا۔ ....ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو، مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے رافضی ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں۔'' (بدر۔11جولائی 1912ء،صفحہ 3،کالم3)

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ ... جس طرح پر آدمؑ و داؤدؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔.... پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔'' (بدر۔11جولائی 1912ء،صفحہ 6۔7)

منکرین خلافت کو یہ بھی کھول کر بتا دیا کہ نہ صرف یہ کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے بلکہ آئندہ آنے والا خلیفہ بھی خدا کا ہی بنایا ہوا خلیفہ ہوگا۔

''خلافت، کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں، تم اس کے بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اسے آپ کھڑا کرے گا۔''

(بدر۔11جولائی 1912ء،صفحہ 4)

قدرت ثانیہ کے ظہور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا'' اور یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں کہ ''میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا'' یعنی خلافت ہی قدرت ثانیہ ہے اور ہر خلیفہ کی وفات پر اللہ تعالیٰ کسی اور کو خلیفہ بنا کر اس جماعت کی وحدت کے سامان کرتا رہے گا۔ اور سورۃ نور میں بیان شدہ علامت یعنی ان کے دین کی تمکین اور ان کے خوف کا امن میں بدلنا اس کی صداقت کی گواہی ہے، انہی علامتوں کا ذکر کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''سر الخلافۃ'' میں منکرینِ خلفا ثلاثہ کو ہوش کے ناخن لینے کی نصیحت فرمائی ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

ھذا ما بشر ربنا لِلمومنین، و اخبر عن علامات المستخلفین، فمن اتی اللہ لِلاستِماح، وما سلک مسلک الوقاح، و ما شد جبائر التلبیس علی ساعِدِ الصراح، فلا بد لہ مِن ان یقبل ھذا الدلیل و یترک المعاذِیر و الاقاوِیل، و یاخذ طرق الصالحین۔

(سر الخلافۃ۔ روحانی خزائن، جلد 8،صفحہ 334)

ترجمہ: یہ وہ بشارت ہے جو ہمارے رب نے مومنوں کو دی ہے اور اللہ نے مومنوں میں سے خلیفہ بننے والوں کی علامتیں بتا دی ہیں۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مانگنے کے لئے آئے گا اور بے حیائی کے راستے پر گامزن نہیں ہوگا اور مکر و فریب کی پٹیاں صراحت کی کلائی پر نہیں باندھے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دلیل کو قبول کرلے اور حیلے بہانے اور جھوٹی باتیں چھوڑ دے اور صالحین کا طریق اختیار کرے۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی یہی نصیحت ہم منکرینِ خلافت احمدیہ کے نام کرتے ہیں کہ حیلے بہانے اور جھوٹی باتیں چھوڑ دیں اور صالحین کا طریق اختیار کریں۔

و اِن کنت قد ساء تک امر خِلافِتی

فسل مرسِلی ما ساء قلبک و احصر

(اعجاز احمدی)

ترجمہ: اور اگر تجھے میری خلافت بُری لگتی ہے تو تُو مجھے بھیجنے والے سے پوچھ جو تیرے دل کو ناگوار گزرتی ہے۔ اور میرا انحصار تو اُسی پر ہے۔

ایک دفعہ جماعت کا ایک وفد شیعوں کے ساتھ مباحثے کی غرض سے جانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغرض دعا حاضر ہوا، حضور نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق کی نشانی ہے **وھموا بِما لم ینالوا** انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا جسے نہ پا سکے۔ ہم تو نہیں مانتے کہ مولیٰ مرتضیٰ کو خلافت کی خواہش تھی لیکن اگر تھی تو انہوں نے بقول شیعوں کے وہ خواہش کی جو پوری نہ ہوئی اور ہم یہ بھی نہیں مانتے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی خواہش کی لیکن اگر شیعوں کے نزدیک انہوں نے خواہش کی اور ان کی وہ خواہش پوری ہوگئی اور **ھموا بِما لم ینالوا** ہوگئے، پس وہ منافق نہیں ہو سکتے کیونکہ جو انہوں نے چاہا ان کو مل گیا اور منافق تو **وھموا بِمالم ینالوا** ہوتے ہیں۔'' (الفضل۔25فروری 1914ء،صفحہ 16،کالم3)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معنی خیز نکتہ خلافت احمدیت کے منکرین پر بھی بعینہٖ چسپاں ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ حضورؓ منکرینِ خلافت و مومنین خلافت کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''**اِذا فرِیق مِنھم معرِضون** میں جس گروہ کا ذکر ہے وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں، نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں، نہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانے میں، غرض کبھی مظفر و منصور نہیں ہوا۔ مگر دوسرا فریق **سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا** (البقرہ: 286) کہنے والا مظفر و منصور رہا۔'' (حقائق الفرقان، جلد سوم، صفحہ 223۔ تفسیر سورہ نور آیت 53)

اللہ تعالیٰ نے جو وعدے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئے تھے وہ آپؑ کے بعد خلافت کے ذریعے پورے کئے اور خلافت کے ہی سائے میں سلسلہ احمدیہ کو ترقی سے نوازا۔ وہ سارے کام جن کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی، اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعے ان بنیادوں پر عالی شان عمارات تعمیر کیں۔ حیرت ہے منکرین خلافت ان ترقیات و برکات کو دیکھ کر بھی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں صلح کے پیغام دیتے ہیں یا اصلاح پسندی کے دعوے کرتے ہیں، خود تو قرآنی فرمان **ضلوا** کا مصداق ہوتے ہیں پھر آگے خلافت اور نظام جماعت کے خلاف خفیہ ٹریکٹس اور پمفلٹس (کاغذوں کے گھوڑے) تقسیم کر کے **واضلوا کثیراً** کا مصداق بننا چاہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب

''فتح اسلام'' میں اپنے قائم کردہ سلسلہ کی پنج شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے اِسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 19)

پس خلافت احمدیہ کے ذریعے حاصل ہونے والی ترقیات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ یہ قدم اسی راہ پر ہے جس پر کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تھے

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں ہمیں ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار

اب خدائے عزیز وحکیم نے قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کے ذریعے اپنی رحمت کا دروازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر کھول دیا ہے اب کوئی نہیں جو اس دروازہ کو بند کر سکے، مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا (فاطر 3:35) اب تو یہ دائمی ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا، ان شا اللہ۔ اس سچائی کے ظاہر ہوجانے کے بعد جو کوئی اس کے مقابل پر آنے کی کوشش کرتا ہے وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان مثالوں کا مصداق بن جاتا ہے:

''پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے، سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے تو پھر اس کی رِیس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔''

(ملفوظات۔ جلد پنجم، صفحہ 243)

''جب تک کوئی سچی بات نہ ہو تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی۔ مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصل سونا نہ ہوتا تو کیمیا گر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا، اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا خیال کسی کو نہ پیدا ہوتا۔ ان جھوٹوں کا ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں۔''

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفحہ 283)

''جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور ایک وادی کو پر کرتی ہے اور زور سے چلنا چاہتی ہے تو یہ قانون قدرت ہے کہ اس پر ایک قسم کی جھاگ آجاتی ہے، وہ جھاگ بظاہر ایک غلبہ اور فوقیت رکھتی ہے کہ پانی اس کے نیچے اور وہ اوپر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس قدر بڑھتی ہے کہ پانی کے اوپر کی سطح کو ڈھانک لیتی ہے لیکن بہت جلد نابود کی جاتی ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیز ہے، باقی رہ جاتی ہے۔''

(مکتوباتِ احمدؑ۔ جلد دوم، صفحہ 123-124۔ نیو ایڈیشن)

حضرت اقدس علیہ السلام کی ان مثالوں پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کو تاریخ نے مشاہدہ کیا ہے اور آئندہ بھی کرتی چلی جائے گی۔ قدرت ثانیہ کے مظہر خامس حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے آغاز خلافت میں جماعت کو ایک مرتبہ پھر اسی قدرت ثانیہ کے ساتھ وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کا بے شمار فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے موافق حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جو خوف کی حالت پیدا ہوئی اس کو امن میں بدل دیا اور اپنے ہاتھ سے قدرت ثانیہ کو جاری فرما دیا۔ ... دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کر دیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور ان شا اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہیں، اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 23-30 مئی 2003ء، صفحہ 1)

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

خلافت

خلافتِ احمدیہ کے سو سال

(فروری ۲۰۰۸ء)

خورشید جو بجھا تو طلوعِ قمر ہوا
روشن خدا کے نور سے یوں ہر نگر ہوا

تکمیلِ فرض کر کے چلا خلد کو جو ایک
تو دوسرا ستارا نویدِ سحر ہوا

احمدؑ تیری دعا سے ہم خوش نصیب ہیں
جب غم ملا کوئی تو کوئی چارہ گر ہوا

نہ مشکلوں کا ڈر نہ اندھیروں کا خوف ہے
نورِ خدا یہ جب سے میرا ہمسفر ہوا

آساں ہیں راستے اور منزل ہے زیرِ پا
جب راہنما خلیفۂ راشد خضر ہوا

یکجہتی، ارتقا کہ خلافت کے دم سے ہے
برکت سے جس کی حق کا شجر سبز تر ہوا

دیکھو اے مومنو کہ خلافت کے فیض سے
سر دین کا بلند بہ رشک و فخر ہوا

احمدؑ کے گلستاں پہ ہمیشہ رہے بہار
یہ آبِ مصطفیٰؐ سے با برگ و ثمر ہوا

''سجدے کا اذن دے کے مجھے تاجور کیا''
قدموں میں تیرے خاک ہوا تو معتبر ہوا

(ڈاکٹر مہدی علی بشیر الدین قمر شہید)

قسط سوم و آخر

وحی والہام

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

نوٹ : اس مضمون کے بنیادی نقوش مکرم مولانا محمد صادق سماٹری صاحب کی کتاب ’حقانیت احمدیت‘ سے اٹھائے گئے ہیں۔ (مصنف)

وحی کے چند نمونے

(۱) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق الاستاد عبدالحمید آساہانی نے اپنی کتاب ’’المطالب الجمالیۃ‘‘ میں لکھا ہے:

’’فَرَأَی الشَّافِعِیُّ رضی اللّٰہ عنہ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی فِی النَّوْمِ وَ ھُوَ قَائِمٌ بَیْنَ یَدَیْہِ فَنَادَاہُ: یَا مُحَمَّدُ اُثْبُتْ عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَ اِیَّاکَ اِیَّاکَ اَنْ تَحِیْدَ فَتَضِلَّ وَ تُضِلَّ أَلَسْتَ بِاِمَامِ الْقَوْمِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْکَ مِنْہُ اِقْرَأْ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلاَلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ قَالَ الشَّافِعِیُّ فَاسْتَیْقَظْتُ وَ أَنَا اَقْرَأُھَا مِنْ تَعْلِیْمِ الْقُدْرَۃِ الدَّیَّانِیَّۃِ۔‘‘

(صفحہ 23 مطبوعہ مصر 1344ھ)

کہ حضرت امام شافعیؒ نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ آپؒ اس کے سامنے کھڑے تھے سو خدا نے آپ کو پکارا: اے محمد (بن ادریس الشافعی)! محمد ﷺ کے دین پر ثابت قدم رہنا اور اس سے بالکل نہ ہٹنا ورنہ خود بھی تو گمراہ ہو جائیگا اور لوگوں کو بھی گمراہ کریگا کیا تو لوگوں کا امام نہیں؟ تجھے اس بادشاہ سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہئے۔ یہ آیت پڑھو اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلاَلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ (یٰسٓ:9) کہ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے وہ سر اونچا اٹھائے ہوئے ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں جاگا تو قدرتِ الٰہیہ سے وہ آیت میری زبان پر جاری تھی۔

امام شافعیؒ کو اپنے زمانے کے بادشاہ سے پالا پڑا ہوا تھا جب آپ کو کوئی خطرہ محسوس ہوا تو آپؒ نے خدا کے حضور مدد کرنے کے درخواست کی، اس پر آپؒ کو اس وحی کے ذریعہ اور آیتِ قرآنیہ سنا کر تسلی دی گئی کہ ان کے مخالفین کا انجام اچھا نہیں۔

(۲) قاضی عیاض الحصبی نے اپنی مشہور تصنیف ’’الشِّفَاء بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰی‘‘ جزء 2 صفحہ 13 مطبوعہ مصر‘‘ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے تعلق رکھتا ہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام احمدؒ نے حمام میں غسل کرنے کا ارادہ کیا، عربوں میں ایک پرانا رواج تھا یعنی وہ حمام میں ننگے نہایا کرتے تھے جب آپؒ غسل کے لئے حمام میں داخل ہونے لگے تو حدیث نبیؐ کے مطابق آپؒ نے چادر باندھ لی اور عام رواج کی پیروی نہ کی۔ غسل کے بعد آپؒ جب رات کو سوئے تو فرماتے ہیں:

’’فَرَاَیْتُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ قَائِلاً لِیْ : یَا اَحْمَدُ! اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکَ بِاسْتِعْمَالِکَ السُّنَّۃَ وَجَعَلَکَ اِمَاماً یُقْتَدٰی بِکَ، قُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِیْلُ۔‘‘

کہ میں نے اس رات دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے: اے احمد! تجھے خوشخبری ہو! کیونکہ سنتِ نبوت پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی فرما دی ہے اور تجھے بطور امام کے مقرر فرمایا ہے تیری پیروی کی جائیگی۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔‘‘

کیسی صاف وحی ہے اور یہ وحی لانے والا پوچھنے پر بتاتا ہے کہ وہ جبریل ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کریم اور سنت نبویہ پر خلوصِ نیّت اور قلبِ سلیم سے عمل کرتا ہے اور رسم و رواج کی پرواہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ بڑی برکتوں اور رحمتوں سے اسے نوازتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جبریل اب اللہ تعالیٰ کا کلام لے کر نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کے لئے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا یہ واقعہ ایک حقیقت افروز رہنمائی ہے۔ یہ واقعہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلۂ نزول جبریل یا نزولِ وحی منقطع ہو چکا ہے، اپنے اس عقیدہ میں غلط ہیں۔

ایسے عقیدوں کا ردّ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب
وحیِ حق و اللہ اعلم بالصّواب
از پے روپوشِ عامہ درمیاں
وحیِ دل گویند او را صُوفیاں

یعنی جو باتیں اُوپر کہی گئی ہیں یہ نجوم، رمل اور خواب کی باتیں نہیں، بلکہ یہ خدا کی وحی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے عوام الناس سے چھپانے کے لئے صوفی اسے دل کی وحی کہہ دیتے ہیں۔

(مثنوی دفتر چہارم۔ صفحہ 151)

اولیاءؒ پر وحی کے ذریعہ قرآنی آیات کا نزول

(۱) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اپنے معراج روحانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’فَاُنْزِلَ عَلَیَّ عِنْدَ ھٰذَا الْقَوْلِ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔‘‘

(الفتوحات المکیہ۔ جزء 3 صفحہ 35)

’’یعنی اس وقت مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی گئی قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ (الایۃ) کہ تو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور اس پر بھی جو ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور اس پر بھی ہم ایمان لائے جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دوسرے تمام انبیاءؑ کو ان کے ربّ سے دیا گیا ہم ان پر ایمان میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اپنے ربّ کے پورے پورے فرماں بردار ہیں۔

یہ پوری آیت قرآنی آپؒ پر نازل کی گئی اور کون مومن مسلمان ہے جو اس سے انکار کر سکتا ہے؟ پس ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور ان پر جب بھی ضرورت ہو قرآنی وحی بھی نازل فرما دیتا ہے۔ اگر کوئی بدنصیب اس سے محروم ہو اور محروم ہونے کی وجہ سے انکار کرے تو علیحدہ بات ہے۔

(۲): حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہر سالک کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’اے انسان! اگر تو نیکی میں ترقی کرتا چلا جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے اتنی عزّت دے گا کہ ’’تُخَاطَبُ بِاَنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔‘‘ (فتوح الغیب مقالہ 28، صفحہ 171 سورۃ یوسف)

’’اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ‘‘ سورہ یوسف کی آیت نمبر 55 ہے جس کا ترجمہ ہے:۔ ’’یقیناً آج (سے) تو ہمارے حضور

بہت تمکنت والا اور قابلِ اعتماد ہے۔'' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تجھے اس آیتِ قرآنی سے مخاطب فرمائے گا۔ یعنی وحی فرمائے گا۔

(۳): حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بیٹے کی پیدائش سے قبل الہام ہوا "اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسْمُہٗ یَحْیٰی" (مکتوب امام ربانی فارسی جلد دوم صفحہ 136 مطبوعہ دہلی) یہ سورۃ مریم کی آٹھویں آیت ہے جس کا معنٰی یہ ہے کہ ''ہم تجھے ایک ہونہار بچے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہے'' چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام آپؒ نے یحییٰ رکھا۔

(۴): خواجہ میر درد صاحب دہلویؒ اپنے زمانہ کے ایک صوفی بزرگ تھے، انہوں نے اپنی کتاب ''علم الکتاب'' میں ''تحدیث نعمت'' کے عنوان کے ماتحت اپنے بہت سے الہامات درج کئے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کچھ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً

" وَادْعُهُمْ اِلَی الطَّرِیْقَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ مِنَ الْاٰیَاتِ الَّتِیْ هِیَ الشَّاهِدَاتُ الْبَیِّنَاتُ عَلٰی حَقِیَّتِکَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ هُمْ وَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ۔"

یعنی تو انہیں طریقت محمدیہ کی دعوت دے بذریعہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں اور جو واضح گواہ ہیں تیری حقانیت پر، اور تو لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور استقامت اختیار کر جیسے کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔

آپؒ کے اس الہام کے دوسرے الفاظ کے ساتھ قرآنی آیت فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ بھی نازل ہوئی۔ پھر آپؒ اپنے بعض الہامات یوں درج کرتے ہیں:

''اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ فِیْ زَمَانٍ یُحْکِمُ اللّٰهُ بِاٰیَاتِهٖ مَا یَشَاءُ۔''

کہ وہ لوگ اس زمانہ میں بھی جبکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی آیات کے ذریعہ محکم کرتا ہے۔ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔''

اس الہام میں آیت قرآنیہ کا ایک حصہ بھی موجود ہے اور قرآن مجید کے علاوہ الفاظ بھی ہیں۔ پھر وہ کچھ اور الہامات یوں درج فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں فرمایا:

"یَا مَوْرِدَ الْوَارِدَاتِ وَ یَا مَصْدِرَ الْاٰیَاتِ! اِنَّا جَعَلْنَاکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ قُلْتُ یَا رَبِّ! تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔"

''کہ اے واردات کے مورد! نشانات کے مصدر! ہم نے تجھے لوگوں کے لئے نشان بنایا ہے تا کہ وہ ہدایت پائیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، میں نے کہا: اے میرے ربّ! تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے مگر میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں (تو ان کا مالک ہے) اور اگر تو انہیں بخش دے تو تُو بڑا عزت والا اور حکمت والا ہے۔''

اس الہام میں بھی الہامی الفاظ کے ساتھ قرآنی الفاظ بھی ملے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ میر دردؒ پر مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ بھی نازل ہوئیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہیں:

۱۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

۲۔ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِمَّا یَمْکُرُوْنَ

۳ وَمَا اَنْتَ بِهَادِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ

(علم الکتاب:64)

(۵) جہاں تک کسی امّتی پر ان آیاتِ قرآنیہ کے الہاماً نزول کا تعلق ہے جن میں خالصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا ہے تو مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب جو جماعت احمدیہ کے شدید مخالفوں میں سے تھے، بڑی وضاحت سے اپنی کتاب ''اِثْبَاتُ الْاِلٰهَامِ وَالْبَیْعَةِ'' میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان کی یہ تحریر ان لوگوں کے جواب میں ہے جو برّصغیر کے مشہور اور صاحب کشف و الہام بزرگ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے ان الہامات پر اعتراض کرتے تھے جو قرآنی آیات پر مشتمل تھے اور ان میں خالصۃً آنحضرت ﷺ کو خطاب فرمایا گیا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت ﷺ کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کر کے اس مضمون کو اپنے حال کے مطابق کرے گا اور نصیحت پکڑے گا....

اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازل فرمائی ہے، اسے اپنے پروار دکرے اور اس کی امر و نہی اور تائید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا۔ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے مثلاً اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی، فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ۔ فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ۔ وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی۔ تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدر اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہ ہے علی حسب المنزلہ اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی وغیرہ میں اس کو آنحضرت ﷺ کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔''

(اثبات الالہام والبیعۃ، صفحہ 143-142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے۔ ہاں فرق یہ ہے کہ ال کی خصوصیت سے اس وحی شریعت کو الگ کیا جاوے ورنہ یوں تو ہمیشہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جن پر وحی کا نزول ہو۔ حضرت مجدّد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس وحی کے قائل ہیں اور اگر اس سے یہ مانا جاوے کہ ہر ایک قسم کی وحی منقطع ہو گئی ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ امورِ مشہودہ اور محسوسہ سے انکار کیا جاوے۔ اب جیسے کہ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ وحی نازل ہوتی ہے۔ پس اگر ایسے شہود اور احساس کے بعد کوئی حدیث اس کے مخالف ہو تو کہا جاوے گا کہ اس میں غلوّ ہے۔ خود غزنوی والوں نے ایک کتاب حال میں لکھی ہے۔ جس میں عبداللہ غزنوی کے الہامات درج کئے ہیں۔'' (ملفوظات۔ جلد 6، صفحہ 121)

اس کے بعد نمونۃً چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں جن میں خالصۃً آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے لیکن وہ آپ کے امتیوں پر بھی الہام کی گئیں۔

(۱) مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی سوانح میں درج الہامات سے چند مثالیں:

''نُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی'' بارہا الہام ہوئی۔ (صفحہ 5)

"وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَائَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ۔" (صفحہ 15)

"وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ۔" (صفحہ 35)

"لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔" (صفحہ 36)

"وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔" (صفحہ 37)

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔ (صفحہ 37)

(سوانح مولوی عبداللہ غزنوی مؤلفہ مولوی عبدالجبار غزنوی ومولوی غلام رسول)

(۲) حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کو کئی مرتبہ آیت قرآنی "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ" الہام ہوئی: چنانچہ حضرت مخدوم گیسودرازؒ لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میرے سرہانے ایک خوب رُو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا: "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ" میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا یہ کیا کہتے ہو؟ یہ خطاب حضرت پیغمبر ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے۔"

(جوامع الکلم ملفوظات گیسو دراز صفحہ 226 ڈائری بروز شنبہ 26 شعبان 802ھ)

اولیاء اللہ پر نُزولِ قرآن

شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ لکھتے ہیں:

"اَمَّا الْاِلْقَاءُ بِغَیْرِ التَّشْرِیْعِ فَلَیْسَ بِمَحْجُوْرٍ وَلَا التَّعْرِیْفَاتُ الْاِلٰھِیَّۃُ لِصِحَّۃِ الْحُکْمِ الْمُقَرَّرِ اَوْ فَسَادِہٖ وَکَذٰلِکَ تَنَزُّلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی قُلُوْبِ الْاَوْلِیَاءِ مَا انْقَطَعَ مَعَ کَوْنِہٖ مَحْفُوْظًا لَّھُمْ وَلٰکِنْ لَّھُمْ ذَوْقُ الْاِنْزَالِ وَھٰذَا لِبَعْضِھِمْ۔" (الفتوحات المکیۃ۔ جلد 2، صفحہ 287)

کہ باقی رہا غیر تشریعی الہام تو وہ ممنوع نہیں ہے اور نہ ایسا الہام ممنوع ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کسی پہلے ثابت حکم کی شناخت کرائے یا کسی حکم کے فساد یا خرابی کو ظاہر کرے۔ یہ دونوں قسم کے الہام منقطع نہیں۔ ایسا ہی قرآنِ کریم کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں۔ باوجودیکہ قرآنِ مجید اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے۔ لیکن اولیاء کو نزولِ قرآنی کا ذوق عطا کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اور ایسی شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

خلاصۂ کلام

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اگر اوامر و نواہی والی وحی بطور تجدید دین اور بیانِ شریعت نازل ہو تو اس سے شریعتِ جدیدہ کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ آپؑ جب قرآن مجید کو ربانی کتابوں کا خاتم یقین کرتے ہیں تو آپؑ کو تشریعی نبوّت کا مدّعی قرار دینا درست نہیں۔ شریعتِ جدیدہ کے مدّعی کو تو ترمیم و تنسیخ کا حق ہوتا ہے مگر آپؑ تو صاف فرماتے ہیں:

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیانِ شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔" (اربعین نمبر ۴ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 436)

۱۰: مسیحِ موعودؑ پر نزولِ وحی

امّت میں آنے والے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کو اللہ تعالیٰ نے رسول اور رسول اللہ ﷺ نے نبی اللہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس کا کلام الٰہی سے مشرف ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"یَقْتُلُ عِیْسَی الدَّجَّالَ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ الشَّرْقِیِّ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا مِنْ عِبَادِیْ۔"

(مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال وصفتہ ومن معہ۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ۔ مطبع اصح المطابع)

کہ موعود عیسیٰ دجال کو بابِ لُدّ شرقی پر قتل کرے گا اور جب وہ اس حالت میں ہوں گے تو خدا تعالیٰ موعود عیسیٰ پر وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے بعض بندے تیری حمایت میں نکالے ہیں۔

اسی طرح حجج الکرامہ صفحہ 431 اور اقتراب الساعۃ صفحہ 163 پر حضرت امام سیوطیؒ حضرت حافظ ابن حجرؒ اور دیگر بزرگانِ امّت کی تصریحات کی بناء پر لکھا ہے کہ موعود مسیح پر بعد نزول حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی نازل ہوگی۔ علاوہ ازیں امّت میں آنے والے موعود مسیح پر نزول وحی کے بارہ میں چند اور حوالجات ذیل میں درج ہیں:

(۱) علامہ ابن الحجر الہیثمی سے جب پوچھا گیا کہ جب مسیح موعودؑ آئے گا تو اس پر وحی نازل ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا:

"نَعَمْ یُوْحِیْ اِلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ" (روح المعانی جزء 22 صفحہ 41 زیر آیت خاتم النبیین)

ہاں خدا تعالیٰ ان پر وحی حقیقی نازل کرے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔

(۲) اس حدیث کو نقل کر کے نواب صدیق حسن خاں صاحب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں:

"وظاہر آنست کہ آرندہ وحی بسوئے او جبرئیل علیہ السلام باشد۔ بلکہ بہمیں یقین واریم و دراں تردّدنی کنیم چہ جبرائیل سفیر خدا است درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست"

(حجج الکرامہ۔ صفحہ 431)

کہ ہمیں یقین ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جبرائیل ہی وحی لے کر آویں گے کیونکہ انبیاء کی طرف خدا کی وحی لانے کے لئے وہی مقرر ہیں۔ اور ان کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں ہے۔

(۳) علامہ ابن الحجر الہیثمی فرماتے ہیں:

"وَذٰلِکَ الْوَحْیُ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ اِذْ ھُوَ السَّفِیْرُ بَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَنْبِیَائِہٖ"

(روح المعانی جزء 22 صفحہ 41، تفسیر سورۃ الاحزاب زیر آیت خاتم النبیین)

کہ (مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والی) وہ وحی جبریلؑ کی زبان سے ہوگی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان سفیر کے ہیں۔

۱۱: علمائے اُمّت کے مطابق مسیح موعودؑ کا کام وحی کے ذریعہ بیانِ شریعت ہے

(۱) حضرت امام ملّا علی القاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 5 صفحہ 564 پر لکھتے ہیں:

"اَقُوْلُ لَا مُنَافَاۃَ بَیْنَ اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا وَّیَکُوْنَ تَابِعًا لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیَانِ اَحْکَامِ شَرِیْعَتِہٖ وَاِتْقَانِ طَرِیْقَتِہٖ وَلَوْ بِالْوَحْیِ اِلَیْہِ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ اَیْ مَعَ وَصْفِ النُّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَۃِ وَ اِلَّا فَمَعَ سَلْبِہٖ لَا یُفِیْدُ زِیَادَۃَ الْمَزِیَّۃِ۔"

کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت مسیح کہ نبی ہونے اور آنحضرت ﷺ کے تابع ہو کر احکامِ شریعت کے بیان اور آپؐ کے طریقوں کے پختہ کرنے میں کوئی منافات موجود نہیں۔ خواہ وہ اس وحی سے یہ کام کریں جو اُن پر نازل ہو۔ جیسا کہ اس کی طرف رسُول اللہ ﷺ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ وصفِ نبوّت اور رسالت کے ساتھ (میرے تابع ہوتے۔ ناقل) ورنہ سلبِ نبوّت (نبوّت چھینا جانے) کے ساتھ تابع ہونا آنحضرت ﷺ کی فضیلت کا فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت امام علی القاریؒ کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ کی وحی کو جو احکامِ شریعت پر مشتمل ہو بیانِ احکامِ شریعت ہی قرار دیا گیا ہے اور اس وحی کے باوجود مسیح موعودؑ کو تابع نبی ہی قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ تشریعی نبی۔

(۲) حضرت امام عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب "الکبریت الاحمر" کے صفحہ 10 پر فرماتے ہیں:

"فَاِنَّ الْوَحْیَ الْمُتَضَمِّنَ لِلتَّشْرِیْعِ قَدْ اُغْلِقَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وَلِھٰذَا کَانَ عِیْسٰی علیہ السلام اِذَا نَزَلَ یَحْکُمُ بِشَرِیْعَۃِ مُحَمَّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم دُوْنَ

وَحْيِ جَدِيْدٍ فَعُلِمَ اَنَّهٗ مَا بَقِیَ لِلْاَوْلِیَاءِ اِلَّا وَحْیُ الْاِلْھَامِ۔"

کہ جو وحی نئی شریعت پر مشتمل ہو، وہ نبی کریم ﷺ کے بعد بند کر دی گئی ہے۔ اسی لئے جب عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے تو وہ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ دیں گے کوئی نئی وحی پیش نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اولیاء کے لئے صرف وحی الہام ہی باقی رہی ہے۔

(۳) حضرت امام مہدیؑ کے بارے لکھا ہے:

"اِنَّهٗ یَحْکُمُ بِمَا اُلْقِیَ اِلَیْهِ مَلَکُ الْاِلْھَامِ مِنَ الشَّرِیْعَةِ وَذٰلِکَ اَنَّهٗ یُلْھِمُهُ الشَّرْعَ الْمُحَمَّدِیَّ فَیَحْکُمُ بِهٖ کَمَا اَشَارَ اِلَیْهِ حَدِیْثُ الْمَھْدِیِّ اَنَّهٗ یَقْفُوْ اَثَرِیْ لَا یُخْطِیُٔ فَعَرَّفَنَا صلی اللّٰه علیه و سلم اَنَّهٗ مُتَّبِعٌ لَا مُبْتَدِعٌ وَ اَنَّهٗ مَعْصُوْمٌ فِیْ حُکْمِهٖ اِذْ لَا مَعْنٰی لِلْمَعْصُوْمِ فِی الْحُکْمِ اِلَّا اَنَّهٗ لَا یُخْطِیُٔ وَ حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا یُخْطِیُٔ فَاِنَّهٗ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وَقَدْ اَخْبَرَعَنِ الْمَھْدِیِّ اَنَّهٗ لَا یُخْطِیُٔ وَجَعَلَهٗ مُلْحَقًا بِالْاَنْبِیَاءِ فِی ذٰلِکَ الْحُکْمِ۔"

(الیواقیت والجواھر۔ جزء 2 صفحہ 145 مبحث 65)

یعنی الہام کا فرشتہ شریعت کا جو مفہوم اس (مہدی) کو سکھائے گا اس کے مطابق ہی وہ فیصلہ دیا کرے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اس کو شرع محمدی الہام کرے گا اسی کی طرف نبی کریم ﷺ کی مہدی والی حدیث اشارہ کرتی ہے فرمایا کہ وہ میرے پیچھے پیچھے آئے گا اور غلطی نہیں کرے گا۔ اس طرح حضور ﷺ نے ہمیں بتا دیا کہ وہ (مہدی) متبع ہوگا کوئی نئی بات نہیں بنائے گا اور وہ اپنے فیصلے میں معصوم ہوگا کیونکہ غلطی سے پاک ہونے کے یہی معنی ہیں اور نبی کریم ﷺ کا مہدی کے بارے میں یہ فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے، بلکہ جو ارشاد فرمائیں وہ وحی ہوتی ہے اور آپ نے مہدی کے متعلق اس حکم سے اس امر میں اسے انبیاء میں شامل کر دیا ہے۔

بالفاظ دیگر حضرت امام شعرانیؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مہدی کی بذریعہ وحی والہام راہنمائی ہوا کرے گی اور مقام نبوّت پر فائز ہوگا۔

(۴) علامہ الوسیؒ اپنی تفسیر میں اس امر کی بزور تردید کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جبرئیل کا نزول نہیں ہوگا اور نہ وہ وحی لائے گا، پھر وہ فرماتے ہیں اور صحیح فرماتے ہیں:

"وَ لَعَلَّ مَنْ نَفَی الْوَحْیَ عَنْهُ علیه السّلام بَعْدَ نُزُوْلِهٖ اَرَادَ وَحْیَ التَّشْرِیْعِ۔"

(روح المعانی جزء 22 صفحہ 14 زیر آیت خاتم النبیین)

کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ پر نزول کے بعد وحی نہ ہوگی اس سے مراد وہ وحی ہے جو نئی شریعت پر مشتمل ہو۔

علّامہ الوسیؒ نے انتہائی بصیرت افروز رہنمائی فرمائی ہے کہ اگر مسیح موعود پر کوئی نئی وحی کی بات کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تشریعی وحی کی بات کر رہا ہے۔ وہ بہرحال بند ہے مگر غیر تشریعی وحی جاری ہے اور مسیح موعودؑ پر لازماً ایسی وحی ہوگی۔

(۵) پھر علامہ ابن الحجر الہیثمیؒ سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا نزول کے بعد حضرت عیسیٰؑ پر وحی نازل ہوگی یا نہیں؟ تو اس کا جواب انہوں نے حدیث صحیح پر بنیاد رکھتے ہوئے نہایت واشگاف الفاظ میں یوں دیا کہ:

"نَعَمْ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ وَغَیْرِهٖ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَ فِیْ رِوَایَةٍ صَحِیْحَةٍ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحٰی اِلَیْهِ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ حَوِّلْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَ ذٰلِکَ الْوَحْیُ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ اِذْ ھُوَ السَّفِیْرُ بَیْنَ اللّٰهِ وَ اَنْبِیَائِهٖ لَا یُعْرَفُ ذٰلِکَ لِغَیْرِهٖ۔"

(الفتاوی الحدیثیہ صفحہ 243 مطلب: خبر لا وحی بعدی باطل)

کہ ہاں! آپ کو وحی حقیقی ہوگی جیسے کہ حدیث مسلم وغیرہ میں حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا گیا ہے اور صحیح روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ عیسیٰؑ کو وحی کریگا کہ اے عیسیٰ! میں نے ایسے بندے کھڑے کئے ہیں جن کا جنگ میں کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا پس میرے ان (مومن) بندوں کو طُور کی طرف موڑ لے جا'' اور یہ وحی یقیناً جبرئیل کے ذریعہ نازل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان وہی سفیر ہے کوئی دوسرا فرشتہ نہیں۔ اس میں بصراحت بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ عیسیٰؑ پر وحی نازل کی جائیگی اور یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور دیگر کتب میں درج ہے اس سے بڑھ کر مومن کے لئے اور کون سی دلیل درکار ہے؟

(۶) اور امام عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 89 بحث 47 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں:

"فَیُرْسَلُ وَلِیًّا ذَا نُبُوَّةٍ مُطْلَقَةٍ وَ یُلْھَمُ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ وَیَفْھَمُهٗ عَلٰی وَجْھِهٖ۔"

یعنی (موعود) عیسیٰؑ ولی کے طور پر نبوّتِ مطلقہ کے ساتھ بھیجے جائیں گے۔ اُن پر شریعتِ محمدیہ الہاماً نازل ہوگی۔ وہ اس کو ٹھیک ٹھیک سمجھیں گے۔''

اب دیکھو مسیح موعودؑ پر شریعتِ محمدیہ کا الہاماً نازل ہونا بھی تسلیم کیا گیا ہے مگر اس کے باوجود انہیں غیر تشریعی اور تابع نبی ہی سمجھا گیا ہے۔ پس علمائے امّت نے مسیح موعود پر شریعتِ محمدیہ کے الہاماً نزول میں گو احکامِ شریعت کا نزول بھی مانا ہے مگر اُسے صاحبِ شریعتِ جدیدہ نہیں سمجھا اور نہ بعد از نزول تشریعی نبی قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ شریعتِ محمدیہ کا تابع اور رسول اللہ ﷺ کا تابع اور آپ کا اُمّتی نبی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے، میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اسلام کا طرّۂ امتیاز اور آلۂ خدادانی وحیٔ الٰہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہے غضب کہتے ہیں اب وحیِ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصّوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے!
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہرِ وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اِک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار
یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مُشکِ تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حِصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصّوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحیِ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

روزے کی غرض وغایت

خلفائے احمدیت کے فرمودات سے انتخاب

مرتبہ: مکرم مولانا فرخ راحیل صاحب مربی سلسلہ

رمضان کے مبارک مہینہ میں لوگوں کے ذہنوں میں کئی سوالات گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ اِس کا کیا مقصد ہے؟ وغیرہ۔ اِن سوالات کے جوابات خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف موقعوں پر نہایت واضح، آسان فہم اور مدلّل طور پر بیان فرمائے ہیں۔ ذیل میں چند اقتباسات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں جن سے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات نیز چند اور سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ (سورۃ البقرۃ 2:184)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

روزہ کی غرض متقی بنانا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

’’احکام الٰہیہ انسان کے نفع کے لئے ہیں۔ یعنی ان کی غرض انسان سے کچھ لینا نہیں ہوتا بلکہ کچھ دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں بھی روزوں کے فرض کرنے کی وجہ بتائی گئی کہ لعلّکم تتقون تا کہ متقی ہو جاؤ۔ روزہ سے تم لوگوں کا متقی بنا دینا غرض ہے۔‘‘

(خطبات محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 269)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ رکھنے کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایک بقاءِ شخصی کے لئے غذا کی۔ دوم بقاءِ نوعی کے لئے بیوی کی۔ اب دیکھو انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔ پیاس بڑی شدّت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے۔ برف موجود ہے۔ شربت حاصل ہے۔ کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچّا روزہ دار مطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا۔ اِسی طرح بیوی پاس ہے۔ کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اُس کے مولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رُکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیّا ہونے اور ضرورت کے ہم اُن چیزوں سے رُکے رہیں جن سے رُکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض وغایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے۔ اسی لئے فرمایا لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ۔‘‘ (حقائق الفرقان۔ جلد اوّل، صفحہ 301-302)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خطبہ جمعہ مورخہ 10 جون 1983ء میں فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ بتاتا ہے کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو کیونکہ روزوں کا نتیجہ تقویٰ ہے اور تقویٰ کی تعلیم سب سے زیادہ حضرت محمد ﷺ نے دی اس لئے ضروری تھا کہ پہلوں سے زیادہ شان کے ساتھ تم پر روزے فرض کئے جاتے۔‘‘ (خطبات طاہرؒ۔ جلد 2، صفحہ 316)

خطبہ جمعہ مورخہ 30 مئی 1986ء میں لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ کے ایک اور معنی بیان کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

’’تا کہ تم تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرو اور تقویٰ کے اعلیٰ مضامین سمجھو۔‘‘ (خطبات طاہرؒ۔ جلد 5، صفحہ 386)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

’’روزے اس لئے مقرر فرمائے ہیں کہ تم اُن اشیاء کے حملوں سے بچ جاؤ جو خدا سے ناراضگی بڑھاتی ہیں یا اپنے نفسوں کی ایسی اصلاح کرو کہ خدا کی ناراضگی کے اسباب دور ہو جائیں یا یہ کہ ایسے سامان جو خواہ بیرونی ہوں یا اندرونی جن سے خدا ناراض ہوتا ہے اُن سے بچ جاؤ۔ یہ تقویٰ اللہ ہے۔‘‘ (خطبات محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 270)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ 15 اکتوبر 2004ء میں روزوں کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے تا کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی ڈھال کے پیچھے چھپ کے بچا جاتا ہے۔ اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے۔ جس حملے سے بچ رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتا ہے۔ تو فرمایا کہ روزے رکھو اور روزے رکھنے کا جو حق ہے اس کو ادا کرتے ہوئے رکھو تو تقویٰ میں ترقی کرو گے۔ ورنہ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تا کہ تم خالص ہو کر دوبارہ میری طرف آؤ۔ اور ان روزوں میں، رمضان میں روزے رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطر تم جائز باتوں سے بھی پرہیز کر رہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے میں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ دیتا ہوں تا کہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو، تقویٰ اختیار کرتے ہو تا کہ اس میں تم محفوظ رہو اور تمہیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو فرمایا

کہ یہ تقویٰ جو ہے، یہ ڈھال جو ہے، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے، یہ تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کر رہی ہے۔ اس لئے ایک مجاہدہ کر کے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آ گئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔ اب اس حصار کو، اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ صرف اتنا نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ روزے کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہوگی تبھی تقویٰ بھی حاصل ہوگا اور اس میں ترقی بھی ہوگی۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 29 اکتوبر 2004ء)

صلوٰۃ کا حکم کرنے سے تعلق رکھتا ہے اور صوم کا حکم رُکنے سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مورخہ 12 مئی 1922ء میں فرماتے ہیں:

''کسی کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بعض کام کئے جاتے ہیں اور بعض نہیں کئے جاتے۔ مثلاً ہم اپنے ماں باپ کو خوش کرتے ہیں تا کہ ہمارے اور اُن کے تعلقات مضبوط ہوں۔ مگر وہ تب خوش ہوں گے جب ہم اُن کے لئے بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ پھر ہمارا اپنا نفس ہے اُس کی تندرستی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بعض چیزیں ہم کھائیں اور ایک خاص مقدار میں کھائیں اور بعض نہ کھائیں۔ جو کھانے والی ہیں اگر مقررہ مقدار سے کم کھائیں گے تو ہماری تندرستی قائم نہیں رہے گی اور جو نہیں کھانے والی وہ اگر کھائیں گے تو بھی صحت نہیں رہے گی۔ اِسی طرح دوستوں، حاکموں، آقاؤں کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض باتیں اُن کی خاطر کی جاتی ہیں اور بعض اُن کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اِسی طرح خدا سے تعلق تب مضبوط ہو سکتا ہے کہ بعض کام کریں اور بعض نہ کریں۔ کرنے کے کام حرکت چاہتے ہیں اور نہ کرنے کے سکون۔ اِن دونوں باتوں اور حالتوں کو پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں احکام دیئے ہیں جن میں سے ایک صلوٰۃ (نماز) ہے اور دوسرا صوم۔

صلوٰۃ کے فعل میں حرکت پائی جاتی ہے اور صوم کے معنی میں رُکنا پایا جاتا ہے۔ نماز قائم مقام ہے ان باتوں کی جو کرنے کی ہیں اور روزہ قائم مقام ہے ان باتوں کا جو نہ کرنے والی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس یہی دو احکام ہیں۔ شریعت کے احکام تو بہت ہیں مگر یہ دونوں احکام دونوں قسم کے احکام کے لئے مرکزی نقطہ اور قائم مقام ہیں۔ یعنی کرنے کے احکام صلوٰۃ کے ماتحت آ جاتے ہیں اور نہ کرنے کے احکام صوم کے ماتحت۔ اور اِن دونوں سے تقویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں طرح کے احکام نہ بجالائے جائیں تقویٰ اللہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ نماز پڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور روزے رکھنے کا یہ مدعا ہے کہ میں خدا کے حکم کے ماتحت یہ کام چھوڑتا ہوں۔ ...

روزے میں حکم ہوتا ہے یہ کرو وہ نہ کرو۔ مثلاً حکم ہوتا ہے کہ روٹی نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ بیوی خاوند کے تعلقات کے پاس نہ جاؤ۔ اور نماز میں حکم ہوتا ہے وضو کرو اور اس طرح کرو۔ کھڑے ہو جاؤ اور یوں کھڑے ہو اور فلاں سمت کو کھڑے ہو۔ جھکو اور یوں جھکو وغیرہ۔ گویا نماز میں کرنے اور روزہ میں نہ کرنے کا حکم ملتا ہے۔

جس طرح نماز میں اللہ نے یہ بتایا کہ جو کرو ہمارے حکم سے کرو اسی طرح روزہ میں حکم دیا کہ جو کچھ نہ کرو ہماری ممانعت سے نہ کرو۔ اس طرح کوئی انسانی فعل نہیں جو خدا کے تصرف سے باہر رہتا ہو۔ انسان جو کام کرے خدا کے امر کے ماتحت اور جو نہ کرے وہ خدا ہی کی نہی کے ماتحت۔ اس طرح انسان کے تمام اعمال کو خدا کے تصرف کے نیچے لایا گیا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر یہ عادت اور یہ قدرت پیدا کرے کہ وہ جو کام کرتا ہے خدا کے لئے کرتا ہے اور جس سے باز رہتا ہے خدا کے حکم سے باز رہتا ہے۔ نماز اور روزہ اس بات کی مشق کے لئے ہیں۔ ...

نماز سے غرض نماز کی مشق نہیں بلکہ خدا کے لئے کام کرنے کی مشق ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے۔ اور روزہ سے یہ غرض ہے کہ جو کام چھوڑے وہ خدا کے لئے چھوڑے اور اس کو آئندہ جو کام بھی کرنا پڑے یا چھوڑنا پڑے خدا ہی کی رضا کے لئے کرے یا چھوڑے۔ روزہ کی مشق میں خدا کے لئے کاموں سے رُکنے کی مشق کرانا مدِّ نظر ہے اور نماز میں خدا کے لئے کام کرنے کی مشق کرانا مدِّ نظر ہے۔''

(خطبات محمودؓ۔ جلد 7، صفحہ 270-274)

نماز و روزہ عبادات کی اصل اطاعت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''عبادت کے معنے ہیں عاجزی، انکساری سے فرمانبرداری کرنا۔ عبادت کے مفہوم میں اس نکتہ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ نماز اور روزہ اور دیگر معروفہ عبادات جس ہیئت اور طرز سے ادا کی جاتی ہیں اس کے خلاف ہیئت اختیار کرنے سے ممکن نہیں کہ ان پر ثواب ملے یا رضائے الٰہی کا موجب ہوں۔ مثلاً یہ روزہ جو کہ ہم رکھتے ہیں اگر ایک خاص وقت تک کھانے پینے سے باز رہنے کا نام ہے تو ضرور ہے کہ ہم جمعہ کو یا عید کے دن بھی روزہ رکھ لیا کریں تو ثواب ملے۔ لیکن ان ایّام میں روزہ رکھنے سے تو ثواب کی بجائے عذاب ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مُطلق روزہ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر نماز بہ ایں ہیئت کہ ہم ادا کرتے ہیں اگر عبادت ہے تو فجر کی دو رکعت کی بجائے اگر تین یا چار پڑھ لیں تو بھی ثواب ہونا چاہئے بلکہ زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ محنت زیادہ ہوئی۔ وہی کلمات ہیں جن کی تکرار کثرت سے کی گئی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ دو کے بجائے چار تو درکنار صرف ایک رکن نماز ہی بڑھا دینے سے نماز باطل ہو کر موجب عذاب ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نماز مطلق اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔ پھر ہم معاشرت کو دیکھتے ہیں کہ وہی چہل پہل اور محبت اور پیار اور راز و نیاز کی باتیں اور معاشرت کی حرکات ہیں کہ جب انسان اپنی منکوحہ بیوی سے معاشرہ کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے لیکن جب ایک نا محرم عورت سے کرتا ہے تو عذاب کا مستحق ہے حالانکہ عورت ہونے میں تو بیوی اور نامحرم ایک ہی ہیں اور وہی حرکات ہیں۔ تو ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ معاشرت اور دیگر عبادات شرعیہ مطلق اپنی ذات اور ہیئت کے لحاظ سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس لئے عبادت کا لفظ ان پر آتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہیں اور جب ان میں ایک ذرا سی بات بھی اپنی طرف سے ملا دی جاوے تو پھر یہ عبادت نہیں رہتیں۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عبادت کے معنے اصل میں اطاعت کے ہیں۔''

(حقائق الفرقان۔ جلد اوّل، صفحہ 16--17)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں روزہ کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے روزے رکھنے کی توفیق عطا کرے اور رمضان کی جملہ برکات و فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین

خلفائے احمدیت اور خلافت احمدیہ کے بارہ میں غیروں کے تأثرات

مکرم محمود احمد ملک صاحب، ایڈیٹر رسالہ انصارالدین یوکے

جیسا کہ ظاہر ہے، اس موضوع کے دو حصے ہیں۔

پہلے حصّہ کے مطابق اگر آج احمدیوں کو نصیب ہونے والی یہ نعمت کوئی خودساختہ خلافت نہیں ہے بلکہ واقعتہً خلافت علیٰ منہاج نبوت کے تحت عطا ہوئی ہے اور اسے لوگوں کے کسی گروہ نے منتخب نہیں کیا بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا براہ راست انتخاب ہے جو ہمارے ربّ کا ہم غلامانِ مسیح محمدی پر احسانِ عظیم ہے تو اس کا لازماً نتیجہ یہی نکلنا چاہئے کہ اس بابرکت مسند پر متمکّن ہونے والے بابرکت وجود اپنی ذات میں اور اپنے اخلاق میں اور اپنے علم میں اور اپنی معرفت میں اور اپنی روحانی استعدادوں میں ایسے روشن چراغ ہوں گے کہ جن کے سامنے دنیاوی علماء زانوئے تلمّذ تہ کریں گے اور مسند خلافت پر جلوہ افروز یہ پاکیزہ وجود ایسے گوہرِ یکتا ہوں گے جن کی دُوررَس نگاہیں بظاہر معمولی روزمرّہ معاملات سے لے کر عالمی مسائل کے لئے ایسے قابل عمل حل تجویز کرتی چلی جائیں گی جو خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہو سکتے۔ یہ خلیفہ وقت کی ذاتی صفات اگرچہ جُدا جُدا ہیں لیکن قدرِ مشترک ایسی ہے کہ یہ وجود الگ الگ نظر آنے کی بجائے ایک لڑی میں پروئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور رشتہ خلافت کا تسلسل کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کی بابرکت ذات ایک روشن ستارے کی طرح نمایاں ہونے کے باوجود (نظامِ شمسی کے ہر سیارے کی طرح) اُس آسمانی بابرکت آسمانی نظام سے منسلک بھی نظر آتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل اطاعت اور آپ ﷺ سے بے مثال محبت کے طفیل عطا ہوا ہے۔

مذکورہ موضوع کا دوسرا حصّہ یہ بیان کرتا ہے کہ خلافتِ احمدیہ کی اہمیت اپنی صفات کے حوالہ سے کس غیر معمولی حیثیت کی حامل ہے۔ اور اس عظیم الشان آسمانی نظام یعنی خلافت احمدیہ کے زیر سایہ پرورش پانے کے نتیجے میں جماعت احمدیہ دیگر اقوام یا گروہوں سے کیسے ممتاز نظر آتی ہے جس کا اظہار ہمارے غیر بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً آج جماعت احمدیہ میں جو غیر معمولی تنظیم، بے مثال اطاعت، لاجواب جرأت، نہایت درجہ وفاشعاری، باہمی محبت و اخلاص، اسلام کے لئے حقیقی غیرت اور امّت مسلمہ کی بہبود کے لئے خالص جوش نیز انسانی ہمدردی کے لئے سچّا جذبہ اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی میں کمال اگر نظر آتا ہے تو بلاشبہ ان تمام عوامل اور جذبات کے پس پردہ ایک ایسا وجود دکھائی دیتا ہے جو اپنی بے نفسی کے باوجود اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہوئے جب اپنی زبان سے کوئی کلمہ کہتا ہے تو خدا کے فرشتے اُس کے بیان کردہ عاجزانہ کلمات کو پورا کرنے کے لئے کُن فیکُون کے مطابق عمل شروع کر دیتے ہیں۔

آیئے پہلے خلفائے کرام کی ذاتی صفات والے حصے کو لیتے ہوئے اِن بابرکت وجودوں کے بارہ میں اُن کے ہم عصر چند راہنماؤں اور علمی شخصیات کے چند واقعات پر اختصار سے نظر ڈالتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

☆ خدا تعالیٰ کی تقدیرِ خاص سے حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضورؓ کی علمی قابلیت تو اسی ایک بات سے عیاں ہے کہ آپؓ کے ہم عصر غیر احمدی مخالف علماء حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام بھی لگایا کرتے تھے کہ حضور علیہ السلام کی عربی زبان میں تحریر فرمودہ معرکۃ الآراء کتب دراصل مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب نے تحریر کی ہیں۔ بلاشبہ یہ لغو بیانی حضرت مولوی صاحبؓ کی علمی حیثیت کی آئینہ دار ہے۔

☆ لیکن ایسے غیر احمدی علماء، جو غیر متعصّب تھے، وہ تو حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کے اور آپؓ کے آسمانی علم کے عاشق تھے۔ چنانچہ جناب سرسید احمد خان صاحب جن کا نام ہندوستان کے مسلمان لیڈروں میں چوٹی کا ایک نام ہے اور خصوصاً سیاسی و علمی خدمات اور مدرسہ علی گڑھ کے حوالہ سے آپ کے نمایاں مقام کو اسلامی تاریخ ہمیشہ احترام کی نظر سے دیکھے گی۔ انہوں نے ایک بار کسی شخص کو اُس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جواباً لکھا کہ:

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟ اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہو جاتا ہے۔

☆ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ 1894ء میں ایک بار نواب صاحب آف بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے۔ وہاں محترم نواب صاحب اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپؓ سے کہا: دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے۔ علاج تو آپ کو بلانے کا ذریعہ بن گیا۔ اس کے بعد محترم نواب صاحب نے آپؓ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش کی کہ آپؓ وہیں رہ جائیں لیکن آپؓ یہ پیشکش ردّ کر کے اپنے آقا و مطاع کے قدموں میں قادیان حاضر ہو گئے۔

☆ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ کے دیرینہ مراسم علامہ محمد اقبال کے استاد شمس العلماء جناب سید میر حسن صاحب کے ساتھ بھی تھے اور وہ آپؓ کے بہت مدّاح تھے۔ اسی طرح علامہ اقبال بھی آپؓ کی بہت عزت کرتے تھے اور اہم مسائل میں آپؓ سے ہی رجوع کرتے تھے۔ علامہ تو اپنی ذاتی صحت سے لے کر عائلی مسائل اور فقہی معاملات کے حل کے لئے بھی آپؓ کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور آپؓ کی ارشاد فرمودہ ہدایات کی بلا حیل وحجّت تعمیل کرتے۔ اس حوالہ سے تاریخ میں بہت سے واقعات موجود ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں تو بے شمار ایسی روایات

موجود ہیں کہ برصغیر اور پھر پاکستان کے چوٹی کے سیاسی راہنماؤں اور دیگر فیلڈز سے تعلق رکھنے والے دانشوروں نے حضورؓ سے راہنمائی، مدد اور دعاؤں کی درخواست کی اور خوب خوب برکتیں سمیٹیں۔ چنانچہ بے شمار واقعات میں سے صرف دو تین واقعات بیان کرتا ہوں کہ:

☆ جولائی 1931ء میں شملہ میں مسلمان رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس ہوا جس میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں علامہ اقبال بھی موجود تھے جنہوں نے برملا کہا کہ کشمیر کمیٹی کا اتنا عظیم کام ہے جس کے لئے بہترین دماغ، بہترین وسائل اور قربانی کرنے والے کارکن درکار ہیں اور یہ تمام وسائل اور قائدانہ صلاحیتوں کے مالک حضرت امام جماعت احمدیہ ہیں۔ اجلاس میں موجود خواجہ حسن نظامی اور دوسرے اکابرین نے یک زبان ہوکر علامہ اقبال کی تائید کی۔ اگرچہ حضورؓ نے اس تجویز سے اتفاق نہیں فرمایا اور اصرار کیا کہ صدارت کسی اَور کے سپرد کردیں کام میری جماعت کردے گی۔ اس پر علامہ اقبال نے کہا کہ حضرت صاحب! جب تک آپ اس کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے، یہ کام نہیں ہوگا۔ چنانچہ سب کے مجبور کرنے پر حضورؓ نے اس فیصلہ کو قبول فرمالیا۔

☆ سر ملک فیروز خان صاحب نون (جو پاکستان کے وزیراعظم بھی رہے) ہر ہفتے باقاعدگی سے حضورؓ کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور حضورؓ کی طبیعت دریافت کرتے۔ آپ کا حضرت مصلح موعودؓ سے یہ عاشقانہ تعلق کئی ایسے احسانات کا نتیجہ تھا جو حضور نے اُن پر فرمائے تھے۔ مثلاً کہ اُن کی شادی کو چھ سات سال ہو چکے تھے لیکن اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ لاہور میں رہائش تھی۔ 1925ء کی ایک صبح لیڈی نون صاحبہ نے اپنے ڈرائیور، نوکرانی اور خاندانی ملازم کو ہمراہ لیا اور قادیان کا سفر اختیار کیا۔ دوپہر ایک بجے یہ قافلہ قادیان پہنچا۔ لیڈی نون صاحبہ اور نوکرانی حضورؓ کے گھر میں چلی گئیں۔ حضورؓ اُس وقت نماز پڑھانے کے لئے گھر سے جانے والے تھے۔ لیڈی نون صاحبہ نے سارے حالات بیان کرکے عرض کی کہ آپؓ کا دوست سر فیروز خان تو اولاد کی خواہش میں دوسری شادی کرلے گا، میرے لئے دعا کریں۔ چنانچہ حضورؓ نے گھر کے افراد کے ساتھ اُسی وقت دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اگلے ہی سال 1926ء میں ملک نور حیات خان صاحب نون پیدا ہوئے۔ یہ بچہ چار پانچ ماہ کا ہوا تو لیڈی نون صاحبہ پھر وہی قافلہ لے کر قادیان پہنچیں اور بچے کو حضورؓ کی خدمت میں پیش کرکے عرض کیا کہ یہ حضورؓ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، اس کے سر پر دست مبارک پھیریں کہ یہ بلند نصیبے والا ہو۔ بعد میں سر فیروز خان نون کے ہاں مزید دو بیٹے اور دو بیٹیاں بھی پیدا ہوئے۔ سبھی بااقبال ہوئے لیکن وہ بڑا بیٹا جس کے سر پر حضرت مصلح موعودؓ نے دست شفقت پھیرا تھا غیر معمولی قابلیت کا وجود تھا۔ نہایت پاکیزہ اخلاق کا حامل ایسا سیاستدان جس نے کئی بار قومی اسمبلی کی رُکنیت حاصل کی اور متعدد محکموں کا سالہا سال کامیاب وزیر رہا۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ کے عاشقوں میں بہت بڑی تعداد مختلف علوم کے چوٹی کے اُن ماہرین کی تھی جنہیں حضورؓ کے لیکچرز سننے یا کتب پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ اور انہوں نے دل کھول کر حضورؓ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

چنانچہ تفسیر کبیر کے بارہ میں علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کے تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فکر و فراست، آپ کا حسن استدلال، اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ اس منصبِ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ حضور رحمہ اللہ کی صورت اور شخصیت بھی حد درجہ متاثر کرنے والی تھی۔

☆ اُس دَور میں لالیاں کی ایک بارسوخ شخصیت جناب مہر حبیب سلطان لالی صاحب کی تھی جو سیاسی طور پر بھی بہت بااثر اور مالی طور پر چالیس مربع اراضی کے واحد مالک تھے۔ 1970ء کے انتخابات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے حریف کی حمایت کی تھی لیکن اس کے باوجود حضورؒ کی روحانی شخصیت کا اُن پر غیر معمولی اثر تھا۔ کچھ عرصہ بعد اُن کا ایک بیٹا فوت ہوگیا تو اس حادثہ کے چند دن بعد انہوں نے حضورؒ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ حضورؒ نے مصروفیت کے باوجود اُن کو وقت دیدیا کہ وہ معزز ہمسایہ اور غمزدہ ہیں۔ جب وہ حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؒ کے گھٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ حضورؒ نے ازراہ شفقت اُن کے ہاتھ تھام لئے، اُن کو اپنے سینے سے لگایا اور صوفہ پر تشریف رکھنے کا ارشاد فرمایا لیکن وہ خاموشی سے انتہائی ادب اور عجز سے حضورؒ کے سامنے قالین پر بیٹھ گئے۔ حضورؒ نے فرمایا یہ طریق دین کی تعلیم کے خلاف ہے، مجھے جو بھی ملنے آتا ہے، چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، ہم سب اکٹھے بیٹھتے ہیں آپ صوفہ پر تشریف رکھیں۔ لیکن حضورؒ کے غیر معمولی احترام کی وجہ سے باوجود کوشش کے وہ کچھ بول نہ سکے جبکہ آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ آخر حضورؒ کے اصرار پر وہ صوفے پر بیٹھ گئے لیکن چند ہی لمحوں بعد پھر قالین پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مَیں آپ کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا، مجھے یہیں بیٹھنے کی اجازت دیں۔ اُن کے اصرار پر حضورؒ خاموش ہوگئے۔

معزز مہمان نے اپنے بیٹے کی وفات کا ذکر کرکے کہا کہ میرا بیٹا ایک شہر میں بیمار ہوا اور دوسرے میں فوت ہوا۔ اب مَیں ان دونوں شہروں میں اپنے بچے تعلیم کے سلسلہ میں نہیں رکھنا چاہتا۔ مَیں نے خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کی تھی تو میرے والد خواب میں آئے اور فرمایا کہ حضرت صاحب سے جاکر ملو۔ صبح مجھے سمجھ نہیں آئی کہ حضرت صاحب سے کون مراد ہیں۔ اگلی رات پھر والد صاحب آئے اور ناراضگی سے فرمایا کہ حضرت صاحب سے ملو اور بچے ربوہ داخل کراؤ۔ اتنا کہہ کر وہ شدّت غم سے مغلوب ہوگئے۔ حضور نے اُن سے نہایت محبت اور شفقت کا سلوک فرمایا اور مکان وغیرہ کا انتظام کرنے کی ہدایت فرمادی۔

اس شفقت کے دو سال بعد 1974ء میں جب احمدیوں کے خلاف ہنگاموں کی وجہ سے لالیاں کی پولیس نے اپنی ذمہ داری سے بچنے کے لئے وہاں کے سارے احمدیوں کو ربوہ پہنچادیا تو مہر حبیب سلطان لالی صاحب اپنے سسر مکرم مہر محمد اسماعیل لالی صاحب کے ہمراہ اُسی رات ربوہ آکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ لالیاں کے لوگ شر پسند نہیں ہیں اور جب تک ہم زندہ ہیں، لالیاں میں کسی احمدی پر زیادتی نہیں ہوگی۔ چنانچہ حضورؒ کی اجازت سے لالیاں سے آنے والے احمدیوں سے فوری طور پر رابطہ کیا گیا اور راتوں رات اُن کو ٹریکٹر ٹرالیوں کے ذریعہ مع سامان واپس لالیاں پہنچادیا گیا۔

مہر صاحب اُن تکلیف دہ حالات میں بھی حضورؒ کے چہرہ کی مسکراہٹ سے بہت حیران ہوئے۔ اور بعد میں بھی بار بار حضورؒ کی جرأت اور بہادری کی تعریف کیا کرتے تھے۔

☆ حضور کے چہرے کی مسکراہٹ اور بلا خوف طرزِ عمل پر حیرت کا اظہار اُس مارشل لاء افسر نے بھی کیا تھا جس نے 1953ء کے ہنگاموں کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو قید کی سزا پڑھ کر سنائی تھی۔ یہ سزا مارشل لاء کی ایک عدالت کی طرف سے ایک خاندانی خنجر رکھنے کے جرم میں دی گئی تھی۔ اُس فوجی افسر نے بعد میں بتایا کہ جب بھی عدالتوں کی طرف سے کسی کو سزا سنائی جاتی تو

اُس شخص کو جا کر بتانے کی ڈیوٹی میری تھی۔ بڑے بڑے علماء اور سیاسی لیڈر جب اپنی سزائیں سنتے تو شور مچاتے اور گالیاں بکتے۔ لیکن جب مَیں نے مرزا صاحب کو عدالتی فیصلہ پڑھ کر سنایا تو آپ نے خاموشی سے عدالتی فیصلہ سُنا اور پھر پوچھا کہ اب مَیں جاوں۔ آپ نے ایک لفظ بھی احتجاج کا نہیں کہا اور نہ ہی کوئی دھمکی وغیرہ دی۔ تب مَیں نے کہا کہ مرزا صاحب !چونکہ عدالت کا فیصلہ انگریزی میں ہے اور غالباً آپ کو سمجھ نہیں آئی کہ عدالت نے آپ کو قید کی سزا دی ہے۔ اس لئے مَیں آپ کو اِس عدالتی فیصلے کا اردو میں ترجمہ کر کے سنا دیتا ہوں۔ وہ فوجی افسر کہا کرتا تھا مجھ پر حیرت کا دوسری بار پہاڑ ٹوٹا جب مرزا صاحب نے صرف یہ فقرہ کہا کہ مَیں آکسفورڈ یونیورسٹی کا گریجوایٹ ہوں۔

☆ مُلّا مفتی محمود صاحب اور بعض دوسرے مُلّاوں کے بیانات ریکارڈ پر موجود ہیں کہ ہم تو قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد کے خلاف بڑی کوششیں کر کے ماحول بنایا کرتے تھے لیکن مرزا ناصر احمد جب اسمبلی میں آتے تو حالات یکسر بدل جاتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

اسمبلی میں قرارداد پیش ہوئی اور اس پر بحث کے لئے پوری اسمبلی کو کمیٹی کی شکل دے دی گئی۔ جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر آیا تو قمیص پہنے ہوئے اور شلوار و شیروانی میں ملبوس بڑی پگڑی، طُرّہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا کیا یہ شکل کافر کی ہے اور جب وہ بیان پڑھتا تھا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب آنحضور ؐ کا نام لیتا تھا تو درود شریف بھی پڑھتا تھا اور تم اسے کافر کہتے ہو اور دشمن رسول کہتے ہو؟۔

(ہفت روزہ لولاک 28 دسمبر 1975ء)

مُلّا مفتی محمود صاحب نے یہ بھی بتایا کہ اُن دنوں کئی بار مَیں ساری ساری رات نہیں سو سکا کہ کس طرح اسمبلی کے ممبران کو قائل کروں اور وہ اس بات پر کسی طرح راضی ہو جائیں کہ ہماری بات مان کر قادیانیوں کے خلاف قرارداد پر دستخط کر دیں۔

☆ پس حضور رحمہ اللہ کی شخصیت اور عالمانہ حیثیت نے جو اثر اسمبلی کے ممبران پر چھوڑا تھا، وہ زائل نہیں ہو سکا اور بہت سے ممبران نے بعد میں اپنے انٹرویوز میں برملا اس بات کا اظہار کیا۔ انہی میں ایک مہر غلام حیدر بھروانہ ممبر قومی اسمبلی بھی تھے۔ جو فیصلہ ہو جانے کے بعد ایک بار دو دیگر افراد کے ہمراہ حضورؒ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو ملاقات ختم ہونے پر اُن میں سے ایک صاحب جب باہر آئے تو بار بار اور بے ساختہ یہ کہا کہ سچے جھوٹے کا علم اللہ کو ہے لیکن اتنا خوبصورت پیر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا، بہت ہی خوبصورت ہیں۔

☆ مہر غلام حیدر بھروانہ صاحب اسمبلی کے اندر ہونے والی کارروائی کے بارہ میں یہ بیان کیا کرتے تھے کہ حضورؒ نے اسمبلی میں جس طرح خطاب فرمایا ہے، یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی، کتنی عجیب بات ہے کہ سوال کرنے والے تو تیاری کرنے کے بعد سوالات کرتے تھے لیکن جواب دینے والی شخصیت موقع پر ہی جواب دے رہی تھی بلکہ ساتھ آنے والے کوئی صاحب جب کوئی کتاب یا نوٹ آگے کرتے تو حضورؒ اشارہ سے فرماتے کہ رہنے دیں۔ آپؒ کے جوابات اور نورانی شخصیت سے ممبران اسمبلی بے حد متاثر ہوئے۔ آپ جب آتے تو سڑکوں پر یوں محسوس ہوتا کہ کوئی وائسرائے تشریف لا رہے ہیں اور جب اسمبلی کے ہال میں داخل ہوتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں سلام کہتے تو بعض ممبران بے ساختہ کھڑے ہو جاتے۔ آپؒ کے نورانی چہرے اور ٹھوس دلائل سے مخالف ممبران سخت پریشان تھے اور بعض تو حضورؒ کی شخصیت اور دلائل سننے کے بعد جماعت احمدیہ کے حق میں مائل ہوتے جا رہے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی عظیم الشان شخصیت اور آپ سے غیروں کی محبت اور عقیدت کے تو لندن کے ہم میں سے بہت سے لوگ گواہ ہیں۔ لیکن دو چار منفرد واقعات بیان کرتا ہوں جن سے یہ اندازہ ہوگا کہ سیاسی بصیرت کے حامل اس بابرکت وجود کو خدا تعالیٰ نے خاص جرات سے بھی نوازا تھا۔ مثلاً

☆ جناب میر رسول بخش تالپور صاحب وزیر اعظم بھٹو کی کابینہ میں سینئر وزیر تھے۔ وہ بتایا کرتے تھے کہ اُن کا خاندان صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی بہت عزت کرتا ہے کیونکہ ایک بار اُن کے بڑے بھائی میر علی احمد تالپور کابطور وزیر، وزیر اعظم بھٹو سے کابینہ کی میٹنگ میں اختلاف ہو گیا۔ اسی وقت اطلاع آئی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب آئے ہیں تو بھٹو نے آپؒ کو وہیں کابینہ کے اجلاس میں ہی بلا لیا۔ آپؒ نے آکر ماحول کو دیکھا تو وہیں بھٹو سے میر صاحب کے بارہ میں کہا کہ یہ سندھ کا ایک معزز خاندان ہے اور اختلاف کرنے پر ناراضگی اچھی نہیں لگتی۔ تالپور صاحب کہتے ہیں کہ اُس دن کے بعد سے ہماری والدہ محترمہ اور دیگر افراد خانہ میاں صاحب کی حق گوئی اور بزرگی کی بہت عزت کرتے ہیں۔

☆ مختلف علوم پر حضورؒ کی دسترس حضور کی کتب اور خطابات سے تو عیاں ہے ہی لیکن خلافت سے قبل بھی یہ گوہر واقعتہً یکتا تھا۔ چنانچہ مکرم چودھری غلام احمد صاحب مرحوم سابق امیر جماعت بہاولپور محکمہ آبپاشی میں ریونیو آفیسر تھے۔ بہاولپور میں ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا تو محکمہ آبپاشی کے چیف انجینئر کو مہمان خصوصی بنایا گیا۔ جب حضورؒ سے اُن کا تعارف ہوا تو حضورؒ نے آبپاشی کے بارہ میں باتیں شروع کیں۔ کچھ ہی دیر میں چیف انجینئر صاحب گھبرا گئے تو حضورؒ نے اُن کی حالت کا اندازہ کر کے مجلس سوال و جواب شروع کر دی۔ اگلے روز چیف انجینئر صاحب نے مکرم چودھری صاحب کو بلا کر کہا کہ مَیں تو سمجھا تھا کہ ربوہ سے تمہارا کوئی مولوی آئے گا لیکن وہ صاحب تو علم کا کوئی سمندر تھے، مَیں اس محکمے میں رہ کر وہ کچھ نہیں جانتا جو وہ جانتے تھے۔

☆ 1990ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں جب USSR کا شیرازہ بکھرا تو نوزائیدہ ریاستوں کے بعض محکموں کے وزراء کو برطانوی حکومت کی طرف سے لندن آکر ایک کانفرنس میں شرکت کا موقع ملا۔ اس کانفرنس کے دوران ایک احمدی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے اُن معززین میں سے بعض کو پیشکش کی کہ کانفرنس کے اختتام پر اگر کوئی تین چار روز کے لئے ہماری میزبانی قبول کر لے تو ہم لندن کی سیر بھی اُسے کروا دیں گے۔ قریباً بیس افراد نے یہ پیشکش قبول کی۔ اُن کی رہائش کا انتظام مسجد فضل کے سامنے 41 گیسٹ ہاؤس میں تھا۔ روسی زبان کے ماہر مکرم کلیم خاور صاحب مرحوم اور خاکسار کو بھی ان معززین کی میزبانی کا موقعہ ملا۔

پروگرام کے مطابق تیسرے دن عصر کے بعد اُن کی حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کا انتظام کیا گیا تھا۔ تیسرے دن صبح جب وہ سیر کے لئے روانہ ہوئے تو وہ پہلے دو دنوں کی طرح رات گئے تک خوب enjoy کرنا چاہتے تھے۔ لیکن عصر سے ایک گھنٹہ قبل جب ہم نے اُنہیں واپس چلنے کے لئے کہا تو اُن کے چہروں پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور بعض نے تو اظہار بھی کیا کہ وہ کسی ملاقات کے پروگرام کے لئے تو نہیں آئے تھے وغیرہ۔ بہرحال جب ہم واپس گیسٹ ہاؤس پہنچے تو ہمارے مہمانوں میں سے اکثر کا موڈ آف تھا۔ اسی اثناء میں حضور رحمہ اللہ تشریف لے آئے۔ حضورؒ نے بات چیت سے قبل فرداً فرداً تعارف حاصل کیا۔ پھر فرمایا کہ آپ کی ریاستیں ابھی آزاد ہوئی ہیں اور قوم کی رہنمائی کے لئے آپ منتخب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضورؒ نے انہیں امورِ مملکت چلانے، ترقیاتی پروگرام بنانے، عوام کی فلاح سے متعلق، فنانس کو کنٹرول کرنے کے بارے میں، نیز بیرونی دنیا خصوصاً بڑی طاقتوں سے

روابط سے متعلق اور بے شمار دیگر امور کے متعلق ایسے ارشادات فرمائے کہ مہمانوں کے چہرے حیرت اور بشاشت سے چمکنے لگے۔ پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا جو کافی دیر تک جاری رہا۔ حیرت یہ تھی کہ حضور کی بیان فرمودہ ساری بات میں کہیں بھی مذہب یا جماعت احمدیہ کے حوالہ سے ذکر نہیں کیا گیا بلکہ خالصتاً امورِ سلطنت اور خصوصاً اُن شعبوں کے حوالہ سے بات ہوئی جو اُن وزراء کے سپرد تھے۔

جب یہ محفل ختم ہوئی تو وہ مہمان اتنے مسرور اور مطمئن تھے کہ بار بار یہ اظہار کر رہے تھے کہ اگر ہم اس ملاقات سے محروم رہ جاتے تو پھر لندن آنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں تھا۔ اور وہ سب اگلے روز اپنی روانگی تک اس بات پر شکر گزار ہوئے جا رہے تھے کہ حضور نے اپنے اتنے قیمتی وقت سے ہمیں بہت سا وقت عنایت فرما دیا اور ایسی معلومات دیں جو شاید کہیں سے نہ مل سکیں۔

☆ کچھ ایسے ہی بھرپور جذبہ تشکّر کا احساس خاکسار نے بوسنیا کے اُن لیڈروں میں بھی دیکھا تھا جو بوسنیا کی آزادی کے ساتھ ہی سربیا کی ظالمانہ جارحیت کا شکار ہونے والے نوزائیدہ ملک کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے تھے۔ اُن کی Exile Govt کے کئی لیڈر لندن میں مقیم تھے اور اپنے ملک کی حالتِ زار دیکھتے ہوئے دن رات تڑپ رہے تھے۔ انتہائی پریشانی اور کسمپرسی کا شکار ہونے کے باوجود ایک جنون کے ساتھ اپنی قوم کی بقاء اور تحفظ کے لئے سرگردان تھے۔ ایسے نازک وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نہ صرف اُن لیڈروں کو نہایت گرانقدر مشوروں سے نوازا اور ہر قسم کی اخلاقی حمایت نہایت جرات مندانہ انداز میں مہیا فرمائی بلکہ بوسنین مہاجرین کے سر پر بھی دست شفقت رکھا۔ نہ صرف جماعت کو اُن سے ہمدردانہ سلوک کرنے کی طرف بار بار توجہ دلائی بلکہ ذاتی طور پر بھی اُن مظلوموں کی دادرسی کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر خدمت کی توفیق پائی۔

اُس زمانہ میں حضور رحمہ اللہ کے ارشاد پر بوسنین حکومت کے لئے اشتہارات، پمفلٹس اور دیگر لٹریچر وغیرہ کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار کو بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ یہ بوسنین لیڈر بارہا مرکزی شعبہ کمپیوٹر واقع Hardwick Way Lodnon میں تشریف لایا کرتے۔ رات گئے تک وہاں کام میں مصروف رہتے۔ اپنے ملک کے افسوسناک حالات پر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ کی گرانقدر شفقتوں پر دل سے احسان مندی کا اظہار بھی کرتے۔ اہم بات یہ بھی تھی کہ اُس دَور کی ساری امدادی سرگرمیوں میں کہیں بھی مذہب کا اظہار نہیں تھا بلکہ خدا کی خاطر محض اپنے ایسے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی اور مدد کرنا مقصود تھا جو اپنے ہی وطن سے بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے اور دوسری طرف مغربی ممالک میں اگرچہ انہیں خوش آمدید کہا گیا تھا لیکن در پردہ چرچ کے ذریعہ اُن کی خدمت ایسے انداز سے کی جا رہی تھی کہ اُن کے دل میں عیسائیت کی ہمدردی کی تعلیم لاشعور میں بٹھا دی جائے۔ ایسے نہایت تکلیف دہ حالات کا شکار مسلمانوں کی مدد کے لئے جب کوئی اسلامی ریاست نہ صرف عملاً سامنے نہیں آئی تھی بلکہ کسی مسلمان لیڈر نے اپنی زبان سے بھی اپنے مظلوم بوسنین مسلمان بھائیوں کی ہمدردی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ چنانچہ واقعتہً ساری دنیا میں صرف حضورؒ کی ہی ذات تھی جن کی مسلسل دعاؤں اور نہایت قیمتی مشوروں سے خدا تعالیٰ نے بوسنین مسلمانوں کے لئے امن کے حالات پیدا فرما دیئے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امن کے لئے کی جانے والی مساعی اور دیگر عالمی مسائل کے حوالہ سے نیشنل اور انٹرنیشنل فورمز پر ہونے والے خطابات اور پیغامات کے بعد مقتدر نمائندگان اور اعلیٰ مراتب پر فائز سامعین وقارئین والہانہ انداز میں یہ اظہار کرتے ہیں کہ ہر طرح کے مسائل پر حضور انور کی دُور بین نگاہ اور اُن کے حل کے لئے بیان کی جانے والی ہدایات کو ایسے فورمز پر بیان کرنا نہ صرف معاملہ فہمی کی غیر معمولی قابلیت، منصف مزاجی کی اہلیت اور وسیع النظر بصیرت کا متقاضی ہے بلکہ اس کے لئے ایسی جرات بھی چاہئے جو دیگر اکثر مذہبی اور سیاسی راہنماؤں میں مفقود نظر آتی ہے۔ مختلف ممالک کی پارلیمنٹس کے نمائندگان، یورپین پارلیمنٹ اور امریکہ کے کیپٹل ہل میں حضور انور کے خطابات کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی جانب سے پیش کی جانے والی اسلامی تعلیمات جب میڈیا کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک پہنچیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کو ایسا مقام عطا ہوا ہے کہ مُلّا فضل الرحمٰن کے بقول آج مغربی ممالک میں اُسی اسلام کو حقیقی اسلام سمجھا جاتا ہے جو قادیانی پیش کرتے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں مسلمان قادیانیوں کو ہی سمجھا جاتا ہے۔

اس حوالہ سے اہم مناصب پر فائز بے شمار افراد کے تاثرات تاریخ میں محفوظ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن ذیل میں چند ایسے منتخب تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جو 2012ء میں یورپین پارلیمنٹ میں حضور انور کے خطاب سے متاثر ہو کر وہاں موجود بعض اہم شخصیات نے بیان کئے۔

☆ Bishop Dr. Amen Howard جو جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، موصوف انٹرفیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی صدر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرات مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطہ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔

☆ سوئٹزرلینڈ سے آنے والے جاپانی بدھ ازم کے نمائندہ Jorge Koho Mello جو کہ راہب بھی ہیں، کہتے ہیں: آپ کو (یعنی حضور انور کو) جو علم، دانائی اور حکمت و دیعت کی گئی ہے کاش کہ لوگ اس علم اور دانائی سے فائدہ اٹھائیں۔ حضور کے ساتھ ملاقات کے لمحات میرے لئے قیمتی ترین لمحات ہیں جن کو مَیں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

☆ آنریبل Fouad Ahidar ممبر بیلجیم نیشنل پارلیمنٹ نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ حضور انور کا یورپی پارلیمنٹ میں خطاب ہم تمام مسلمانوں کے لئے فخر کی بات ہے۔ حضور کے خطاب نے ہمارے سر بلند کر دیئے ہیں۔

☆ وزارت داخلہ بیلجیم کے نمائندہ Jonathan Debeer نے کہا کہ حضور انور کے خطاب نے ہم سب کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ ہم نے اس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ خطاب ہم سب کے لئے انسپائرنگ ہے۔

☆ ناروے کے ایک ممبر پارلیمنٹ اور کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی کے صوبائی سیکرٹری نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ بہت خوش نصیب ہے کہ ان کو ایسا عظیم رہنما ملا ہے۔ حضور انور کا خطاب اور تقریب کا انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ بغیر فعّال اور موثر

لیڈرشپ کے ایسا ممکن نہیں ہے۔

☆ حکومت فرانس کی داخلہ اور خارجہ وزارتوں کے نمائندہ Mr. Eric بھی شامل ہوئے۔ انہوں نے حضور انور کے خطاب کے تمام اہم پوائنٹس نوٹ کئے اور کہا کہ حضور انور کے خطاب میں فرانس کے لئے بہت رہنمائی ہے۔

☆ سپین کی رُکن پارلیمنٹ محترمہ Rocio Lopez نے لکھا کہ اس تقریب نے دوستی اور بھائی چارہ کے اثرات چھوڑے ہیں۔ برسلز کے اس پروگرام نے ایک متحرک جماعت کا علم دیا جو مسلسل تعمیری کاموں میں مصروف ہے۔ (constant renovation)۔ عزت مآب مرزا مسرور احمد کی قیادت میں محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں جیسے ماٹو کے تحت مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احمدی باہم مل جل گئے ہیں۔ دنیا جو اپنے نشے میں دھت چلی جارہی ہے اور جہاں امن اور محبت کا پیغام انتہائی اہم ہے، ایسی دنیا میں آپ لوگوں کے بارے میں جاننا ہی ایک اعزاز کی بات ہے۔ اس بات سے زیادہ کیا چیز خوبصورت ہوسکتی ہے کہ آپ کے امام سے کچھ تبادلہ خیال ہوجائے یا ان کی تشدد کے خلاف تقریر کو غور سے سنا جائے۔ میں آپ کے تصورات کی کامل تائید کرتی ہوں۔ میں اس مردِ خدا کی طرف سے عالمی انسانی حقوق کی بحالی اور دنیا میں امن کے قیام کی تمام باتوں سے اتفاق کرتی ہوں۔

☆ مزید کہ یہ CNN کی ویب سائٹ پر ریلیجین بلاگز (Religion Blogs)) والے حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یورپین پارلیمنٹ کے خطاب میں سے چند فقرات کو بطور Quote of the Day شائع کیا گیا۔

خلافت احمدیہ کی اہمیت

پس اس امر میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ جس وجود کو بھی اس منصب جلیلہ پر فائز فرماتا ہے، دنیا میں اُس کے ظاہری مقام اور روحانی استعدادوں میں غیر معمولی ترقیات بھی عطا فرماتا ہے۔

اور اب آخر میں ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق اس مضمون کے دوسرے حصہ سے ہے یعنی خلافت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے احمدیوں پر جو افضال نازل فرمائے ہیں، اُنہیں وہ لوگ کس طرح دیکھتے ہیں جو اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہیں۔ یہ واقعہ خاکسار نے 1995ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کیا تھا اور پھر حضورؒ کے ارشاد کی روشنی میں اسے چند اخبارات و رسائل کی زینت بنایا گیا۔

1987ء میں جب خاکسار لاہور میں زیر تعلیم تھا اور وہاں احمدیہ ہوسٹل دارالحمد میں قیام تھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ لاہوری جماعت کے پاس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو تبرکات موجود ہیں، اُن کی زیارت کی جائے۔ چنانچہ ہوسٹل کے قریب ہی واقع غیر مبائعین احمدیوں کے مرکز دارالسلام میں پہنچا۔ وہاں کئی ممتاز افراد سے میری ملاقات ہوئی جن میں (سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے) جناب عبدالمنان عمر صاحب بھی شامل تھے۔ لیکن خاکسار کا مستقل رابطہ جس شریف النفس دوست کے ساتھ تھا وہ وہاں کی مرکزی لائبریری کے انچارج تھے اور جن کا نام غالباً قاضی عبدالاحد صاحب تھا۔ وہ وہاں کی مسجد میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔ لمبے عرصہ سے لاہوری جماعت میں شامل تھے اور نسبتاً بہت معقول آدمی تھے۔ میرا زیادہ تر وقت قاضی صاحب کے پاس لائبریری میں ہی گزرتا۔ اکثر اُن کے ساتھ بہت ہی دلچسپ گفتگو ہوا کرتی۔ ایک روز جب ہم دونوں ان کے قبرستان کے ساتھ سے گزرے تو میں نے پوچھا کہ کیا یہ آپ کا بہشتی مقبرہ ہے - موصوف نے بتایا کہ ان کے پاس بہشتی مقبرہ نہیں ہے- میں نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں رسالہ الوصیت میں دو بشارتیں دی تھیں۔ ایک خلافت کی اور دوسری بہشتی مقبرہ کی - اور آپ نے ان دونوں کو قبول نہیں کیا-

اسی طرح ایک روز اُن کے پاس لائبریری میں ہی بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں ایک ایسے صاحب بھی آگئے جنہوں نے یہ معلوم ہوتے ہی کہ مَیں ربوہ سے آیا ہوں، نہایت دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بدکلامی شروع کی اور سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کی ذات گرامی سے متعلق تو خصوصاً بکواس کی انتہا کردی۔ میرے لئے یہ صورت حال بڑی عجیب تھی۔ قاضی صاحب نے اُن سے بارہا خاموش ہوجانے کے لئے کہا اور بار بار یہ بھی کہا کہ ایسا کلام کرنا ہماری تعلیم نہیں ہے اور یہ بہت ہی زیادتی ہورہی ہے، نہ صرف ایک مہمان کے ساتھ بلکہ اُن لوگوں (یعنی خلفائے کرام) کے ساتھ بھی جو یہاں موجود ہی نہیں ہیں اور خدا کو پیارے ہوچکے ہیں۔ بہرحال جب قاضی صاحب کی ساری کوششیں اُن صاحب کو خاموش نہ کرواسکیں تو مَیں اُٹھ کر دوسری طرف چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اُس شخص کو (غالباً جبراً) رخصت کرکے قاضی صاحب میرے پاس تشریف لائے اور بہت معذرت کرنے لگے۔ تب مَیں نے اُن سے کہا کہ گزشتہ تین ماہ کے دوران میرے مشاہدہ کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ کے اکثر ساتھی محض ذاتی تعصب اور شدید بغض کے نتیجہ میں ہمارے خلفائے کرام کے بارہ میں بدزبانی کرتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ جس کسی کے خلاف جس خلیفہ کے زمانے میں کوئی تعزیری کارروائی کرتے ہوئے اخراج کی سزا ہوئی تو وہ اُسی خلیفہ سے ذاتی دشمنی میں بڑھنے لگا اور بدزبانی کرنے لگا۔

مَیں نے کہا کہ ان لوگوں کی بدزبانی کا معاملہ تو مَیں اللہ تعالیٰ پر ہی چھوڑتا ہوں۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اب تک میں آپ کے پاس صرف اس لئے آتا رہا ہوں کہ ہماری بحث علمی بنیادوں پر تھی۔ لیکن آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارے میں جو الفاظ آپ کے چند دوستوں نے آپ کے سامنے کہے ہیں، مَیں آئندہ آپ کے پاس بھی نہیں آؤں گا۔ لیکن آخری بار آپ سے صرف یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ تعلیم ہے جس کی طرف آپ مجھے اور دوسرے احمدیوں کو بلاتے ہیں؟۔

میری بات سن کر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور اگرچہ انہوں نے مجھے آئندہ آنے کے لئے تو نہیں کہا لیکن یہ ضرور کہنے لگے کہ میں نے تو کبھی ایک لفظ بھی آپ کے بزرگوں کے خلاف نہیں کہا اور یہ بھی کبھی نہیں کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آجائیں اور آپ نے ہمیں جو باتیں بھی بتائی ہیں وہ سب درست ہیں۔ مَیں نے اُن کے بیان پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں، اُس کا تو یہی مطلب ہوا کہ دل سے آپ بھی یہی جانتے ہیں کہ حقیقی احمدیت کا مرکز ربوہ میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ کا تعلق جس طرف اب ہے، آئندہ بھی اُسی طرف رہے۔ مَیں ابھی اُن کے فقروں کو سمجھنے کی کوشش کررہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ اصل میں تو احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام ہی ہے جو ہم دونوں لیتے ہیں۔

مَیں نے عرض کیا کہ آپ کا شمار لاہوری جماعت کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے اور آپ یہاں پر امامت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں، یہاں کے سب لوگ آپ سے نہایت محبت اور عزت سے ملتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مَیں دراصل آپ کی نسبت احمدیت کی حقیقی تعلیم کے زیادہ قریب ہوں، تو پھر آپ بھی کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوجاتے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میری بہت سی مجبوریاں ہیں جو میں ہی جانتا ہوں۔ تیس سال سے یہاں ہوں۔ (پھر انہوں نے اپنے بچوں کے حوالے سے اور اپنی بعض ذاتی مجبوریوں کا ذکر بھی کیا)۔

تب مَیں نے پوچھا کہ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ ایسی کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے یہ نصیحت کررہے ہیں کہ مَیں جہاں ہوں، وہیں

رہوں۔اس پر قاضی صاحب نے بڑے تاسف اور کرب کے ساتھ (جس کا شدید اظہار ان کے چہرے سے عیاں تھا) یہ جواب دیا کہ: آپ کے پاس خلافت ہے اور ہم اس سے محروم ہیں۔

قاضی صاحب کی یہ بات سن کر خوشی سے میرے جذبات قابو میں نہ رہے۔ کیونکہ دراصل یہی تو وہ نتیجہ تھا جس تک پہنچنے کے لئے گھنٹوں ہماری بحث ہوا کرتی تھی۔ پھر مَیں نے ان سے کہا آپ یقیناً درست فرما رہے ہیں لیکن اب براہ کرم یہ بھی بتا دیں کہ آپ خلافت کو کیوں مقدّم سمجھتے ہیں۔اور ایسا کیا ہے جو خلافت نے ہمیں دیا ہے اور آپ اُس سے محروم ہیں۔انہوں نے فوراً جواب دیا کہ: خلافت نے آپ کو جو جرات دی ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔اور باوجود ضیاء الحق کے آرڈیننس کے بھی آپ لوگوں نے اپنی تبلیغ اور دوسری سرگرمیوں میں کمی نہیں کی بلکہ آپ کے خلیفہ صاحب نے ہر مشکل وقت میں ایسا فیصلہ کیا ہے جس نے آپ کی جماعت کے بچے بچے کو ہر قسم کی مشکل کا جرات کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہمت دی ہے۔ ... پھر مَیں کچھ دیر اُن سے مزید باتیں کرتا رہا اور مجھے یہ معلوم کر کے نہایت درجہ مسرّت ہو رہی تھی کہ ایک شریف النّفس غیر مبائع کے نزدیک خلافت کا کیا مقام ہے اور خلیفہ وقت کا وجود کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

کچھ دیر بعد میرے یہ پوچھنے پر کہ مذکورہ بالا نتیجہ تک پہنچنے کے پس منظر میں کونسا ایسا واقعہ یا حقیقت ہے جسے وہ فراموش نہیں کر سکتے، محترم قاضی صاحب نے اپنا ایک واقعہ بھی بیان کیا۔ وہ کہنے لگے کہ اُنہیں 1974ء میں احمدیوں کے خلاف ملک بھر میں ہونے والے فسادات کے دنوں میں راولپنڈی کی احمدیہ مسجد نُور کے قریب ہی کسی جگہ (اندرونِ محلّہ) جانا تھا۔لیکن وہ تنگ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے، احمدیہ مسجد کے قریب پہنچ کر، کوشش کے باوجود بھی مسجد کو تلاش نہ کر سکے۔کسی دوسرے شخص سے اس لئے احمدیہ مسجد کا نہیں پوچھا کہ کہیں وہ احمدیت کا ایسا دشمن نہ نکل آئے کہ اِن کے لئے مصیبت کھڑی کر دے۔لیکن جب تلاش کرتے ہوئے تھک گئے تو ایسے میں ان کی نظر ایک دس سالہ بچے پر پڑی۔ انہوں نے اُسے اکیلا دیکھ کر پوچھا کہ بیٹے ! یہاں مرزائیوں کی مسجد کہاں ہے؟ اس پر بچے نے پوچھا: کیا آپ احمدی ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ مَیں نے سوچا کہ ہوں تو احمدی ہی لیکن کہیں یہ بچہ شور کر کے مجھے پکڑوا نہ دے۔اس لئے فوراً جھوٹ بول دیا اور کہا: نہیں۔تب اُس بچے نے کہا : میں احمدی ہوں، آیئے میں آپ کو اپنی مسجد میں لے جاتا ہوں۔اور پھر وہ بچہ انہیں اپنے ساتھ لئے مسجد کی طرف چلنے لگا۔ٹیڑھی میڑھی تنگ گلیوں میں کچھ چلنے کے بعد اُس نے دُور سے ہی احمدیہ مسجد کی نشاندہی شروع کر دی۔تب قاضی صاحب نے اُسے کہا کہ تم اب واپس جاؤ، آگے میں خود ہی چلا جاؤں گا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد قاضی صاحب بڑے دُکھ سے کہنے لگے کہ: اُس بچے کی جرأت آج آپ کی ساری جماعت میں نظر آتی ہے اور ہم اس سے محروم ہیں۔اسلئے میں دل سے آپ کو کہتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں۔

پس میرے عزیزو! یہ خدا تعالیٰ کا نہایت احسان ہے کہ ہم مسیح محمدی کے اُس سلسلہ خلافت سے تعلق رکھتے ہیں جو حَبۡلُ اللّٰہ ہے۔نہایت ادب سے یہ التجا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں، اپنی نگاہوں کو احترام کے ساتھ اُس وجود کے سامنے جھکا دیں اور خلیفہ وقت کے ہر حکم پر لبّیک کہنا اپنی سعادت سمجھ لیں۔

یہ سب اُسی کا کرم ہے دیارِ یار میں ہیں
وگرنہ ہم سے خطاکار کس شمار میں ہیں

خوشی سے کیوں نہ کریں ناز اپنی قسمت پر
وہ خوش نصیب جو اس محفلِ قرار میں ہیں

ملے ہیں سارے ثمر جس کی برکتوں کے طفیل
اسی رِدائے خلافت کے ہم حصار میں ہیں

یہ جان و دل سبھی تجھ پر نثار ہیں آقا
ترے غلام ہیں ہم ، تیرے اختیار میں ہیں

جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے

یہ نہ سمجھو کہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ لہو و لعب میں پڑ جائیں ، یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے تمہارے میں اور غیر میں فرق ہونا چاہئے۔اسی طرح ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی ضرورت ہے۔آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے۔اگر اس خوبصورتی سے دور ہٹ گئے تو ہمارے میں اور غیر میں کیا فرق رہ جائے گا۔

(خطبات مسرور۔جلد ہشتم، صفحہ 194)

رمضان کو تحریک جدید سے ایک گہری مناسبت ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 4 نومبر 1938ء میں فرمایا:

’’رمضان کو تحریک جدید سے ایک گہری مناسبت ہے۔ ... پس روزوں سے دوسرا عظیم الشان سبق استقلال کا ملتا ہے اور یہ بھی تحریک جدید سے ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔تحریک جدید میں مَیں نے جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ ہماری قربانیاں عارضی نہیں بلکہ مستقل ہیں۔ بے شک قربانیوں کی شکلیں بدل سکتی ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی وقت یہ کہا جائے کہ اب قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا۔ ... تحریک جدید بھی استقلال سکھانے کے لئے ہے اور رمضان بھی لوگوں کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ پس تم رمضان سے سبق حاصل کرتے ہوئے استقلال والی نیکی اختیار کرو اور اپنی وہ حالت نہ بناؤ کہ کبھی کھڑے ہو گئے اور کبھی گر گئے۔کم سے کم چند نیکیاں تو اپنے اندر ایسی پیدا کرو جن میں تم مستقل ہو اور جن کو تم کسی صورت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ بے شک انسان کے لئے ہر وقت نیکی کے قدم مختلف ہوتے ہیں اور ہر لحظہ اسے نیکی کرنی چاہئے مگر کم سے کم کچھ نیکیاں ایسی ضرور ہونی چاہئیں جن کے متعلق انسان یہ کہہ سکے کہ مَیں نے جب سے انہیں کرنا شروع کیا ہے کبھی انہیں نہیں چھوڑا۔‘‘

(ماخوذ از تحریک جدید ایک الٰہی تحریک، جلد اول، صفحہ 575-577)

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تحریک جدید کے وعدوں کی ادائیگی کرنے والوں کے نام بغرض دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھجوائے جاتے ہیں۔لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ تحریک جدید کے وعدوں کی جلد از جلد ادائیگی کر دیں تا کہ آپ کے نام بھی اس فہرست میں شامل کئے جا سکیں۔

رضوان مسعود میاں

سیکرٹری تحریکِ جدید جماعت احمدیہ کینیڈا

پندرھویں قسط

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

فیملی ملاقاتیں، مسجد بیت النور کیلگری میں خطبہ جمعہ، پیس سمپوزیم کا انعقاد، سابق وزیر اعظم اور دیگر اہم سیاسی شخصیات کی شرکت

مکرم مولانا عبدالماجد طاہرؔ صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کینیڈا 2016ء کا دورہ نہایت کامیاب و کامران، ایمان افروز واقعات، شاندار فتوحات اور عظیم الشان نشانات سے معمور، بے شمار برکات اور دُوررس نتائج کا حامل رہا۔

یہ دورہ کئی حوالوں سے تاریخی اہمیت کا حامل تھا۔ ایک تو جماعت احمدیہ کینیڈا نے جماعت کے پچاس سال مکمل ہونے کی مناسبت سے بعض تقریبات کا اہتمام کیا تھا۔ دوسرے تین مساجد کا افتتاح ہونا تھا۔ تیسرے ملک شام سے دوصد کے قریب احمدی آئے ہوئے تھے۔ ان کی اکثریت نومبائعین کی تھی اور انہوں نے پہلے کبھی کسی خلیفہ کو نہ بالمشافہ دیکھا تھا اور نہ کبھی ملاقات کی تھی۔

اس بابرکت دورہ کی تفصیلی روداد مکرم عبدالماجد طاہرؔ صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے بڑی محنت سے سپردِ قلم فرمائی جو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن میں قسط وار مسلسل چھپ چکی ہے۔ اورافادۂ عام کے لئے احمدیہ گزٹ کینیڈا میں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

10 نومبر 2016ء بروز جمعرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پونے سات بجے مسجد بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک رپورٹس اور دفتری خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا اور بعض دیگر مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجے مسجد بیت النور میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں کیلگری جماعت کے 42 خاندانوں کے 175 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان ملاقات کرنے والی فیملیز میں شہدائے لاہور اور سیریا سے آنے والے مہاجرین کی فیملیز بھی تھیں۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا اور ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پا کر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ بعضوں نے اپنے مختلف معاملات اور کاروبار کے لئے راہنمائی حاصل کی۔ طلباء اور طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ دعاؤں کے خزانے لوٹے اور ان کے دیدار کی پیاس بجھی اور ان کی پریشانیاں اور تکالیف راحت وسکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں اور یہ مبارک لمحات انہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئے۔

ان سبھی لوگوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضور انور نے ازراہِ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النور میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

کیلگری میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔ مسجد بیت النور اور اردگرد کا سارا ماحول ہی بڑا روح پرور ہے۔ یہ ایام بہت ہی مبارک اور برکتوں اور اللہ کے فضلوں کے حصول کے دن ہیں۔ اس جماعت کا ہر مکین، مرد، عورت، بچہ بوڑھا ان برکتوں سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ آنکھیں پیارے آقا کے دیدار سے سیراب ہو رہی ہیں اور دل تسکین پا رہے ہیں اور ایمان بڑھ رہے ہیں اور یہاں عید کا سماں ہے۔

کیلگری مسجد جہاں دن کو بہت خوبصورت نظر آتی ہے۔ وہاں رات کو بھی بہت خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ روشنیوں میں مسجد کی بیرونی چار دیواری پر ایک ترتیب کے ساتھ لکھی ہوئی، اللہ تعالیٰ کی صفات چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور دور سے نظر آتی ہیں۔ مسجد کے احاطہ کے اردگرد بیرونی باڑ اور درخت بھی رنگ برنگی روشنیوں سے مزیّن ہیں اور خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

اس مسجد کی طرف جانے والی سڑک کیلگری کی مقامی حکومتی انتظامیہ نے جماعت کے حوالے کر دی ہے کہ جیسے چاہیں اس کو استعمال کریں، اپنی سہولت اور انتظام کی خاطر بے شک اس کو دونوں اطراف سے بلاک (Block) کر دیں۔ عام ٹریفک متبادل راستوں سے جائے گی۔ چنانچہ جماعت کی انتظامیہ نے اپنی سہولت اور انتظامات کے مدّنظر اس سڑک کو مکمل بلاک کیا ہوا ہے اور صرف جماعتی انتظامیہ اور ڈیوٹی والے احباب کے لئے اسے

کھولا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کیلگری آمد پر مقامی حکومتی انتظامیہ کی طرف سے غیر معمولی تعاون اور خیر سگالی کا مظاہرہ ہے۔ مسجد کے اردگرد کے علاقوں میں حکومت نے پارکنگ کی سہولیات مہیا کی ہیں اور بعض کار پارک جماعت کو دیئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کی ہوائیں ہر سُو چل رہی ہیں۔ یہ دن بڑے ہی مبارک اور برکتوں والے دن ہیں۔

(#11 ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔17 مارچ 2017ء، صفحہ 13)

11 نومبر 2016ء بروز جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پونے سات بجے مسجد بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دور دراز شہروں سے آنے والے احباب

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ میں کیلگری جماعت کے علاوہ کینیڈا کی دوسری جماعتوں ٹورانٹو، سسکاٹون، ایڈمنٹن، وینکوور، ریجائنا، لائیڈ منسٹر اور بعض دیگر جماعتوں سے احباب جماعت بڑے سفر طے کر کے پہنچے تھے۔

اسی طرح امریکہ کی مختلف جماعتوں سے احباب جماعت اور فیملیز ہزارہا میل کا سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے پہنچے تھے۔

سیاٹل سے آنے والی بعض فیملیز بارہ گھنٹے کا سفر طے کر کے کیلگری پہنچی تھیں۔ لاس اینجلز اور کیلیفورنیا کے دوسرے علاقوں سے آنے والے احباب دو سے تین گھنٹہ کا سفر بذریعہ جہاز طے کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔ ٹیکساس سے آنے والے احباب بذریعہ جہاز چار گھنٹے کا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔ اسی طرح میری لینڈ سے آنے والے بھی چار گھنٹے کا سفر بذریعہ جہاز طے کر کے پہنچے تھے۔

مسجد بیت النور اور اس کی دونوں Lobbies اور ملٹی پرپز ہال اور اس کمپلیکس کی تمام جگہیں اور باہر لگی ہوئی مارکیز نمازیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ چار ہزار سے زائد لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست نشر ہو رہا تھا۔ خطبہ کے لئے Live Stream کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بج کر تیس منٹ پر مسجد بیت النور میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل کی دنیا سمجھتی ہے کہ مال کو جمع کرنا اور اسے صرف اپنے آرام و آسائش کے لئے خرچ کرنا ہی ان کے لئے خوشی اور سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ایک مومن جس کو دین کا حقیقی ادراک اور شعور ہو، سمجھتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور سہولتیں انسان کے لئے پیدا فرمائی ہیں لیکن زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، تقویٰ پر چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مخلوق کی ہمدردی میں جہاں ضرورت مندوں کی ضرورت کا خیال رکھنا ہے وہاں ان کے دین و ایمان اور انہیں خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا خیال رکھنا بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں بھی علاوہ مادی ضروریات کے پورا کرنے کے جس کے لئے مال خرچ کرنا ضروری ہے، غریبوں کی مدد کرنا ضروری ہے۔ ہم احمدیوں کے لئے روحانی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال خرچ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ تکمیل اشاعت ہدایت کا کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں جماعت احمدیہ ہی مومنین کی وہ جماعت ہے جو ایک نظام کے تحت اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرتی ہے جس میں مختلف ذرائع سے تبلیغ کے کام ہیں اور مخلوق سے ہمدردی کی وجہ سے ان کے حق ادا کرتے ہوئے ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو تکلیف اٹھا کر یہ خرچ کرتے ہیں اور اس یقین سے خرچ کرتے ہیں کہ جہاں یہ خرچ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بنائے گا وہاں یہ بھی تسلی ہے کہ صحیح طریق سے خرچ ہوگا۔ اس بات کا اعتراف تو بعض غیر لوگ بھی کئے بغیر نہیں رہتے کہ جماعت کا مالی نظام اور خرچ بہترین ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چندوں کے لئے پاکیزہ مال بہت ضروری ہے۔ چندے بھی ان لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جن کے بارے میں کم از کم یہ پتا ہو کہ یہ غلط قسم سے کمایا ہوا مال نہیں ہے اور اگر ہے تو نظام جماعت چندہ نہیں لیتی۔ اور اگر پھر بھی لیا جاتا ہے تو وہ اگر مجھے پتا لگے تو بہرحال یا تو چندہ واپس کیا جاتا ہے یا ان عہدیداروں کو معطّل کیا جاتا ہے۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ قربانی کر کے دینا اور پاک مال میں سے دینا، تبھی اس میں برکت پڑتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اس لئے مَیں ان چند قربانی کرنے والوں کے کچھ واقعات پیش کرتا ہوں جو مالی قربانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ صرف امیر ممالک میں نہیں بلکہ غریب ممالک اور بالکل نئے شامل ہونے والے احمدی جو ہیں ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کے بعد کس طرح پھیرتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ باوجود تنگی کے وہ قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مالی قربانیوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بے شمار واقعات ہیں جو میرے پاس آئے لیکن میرے لئے مشکل ہو گیا تھا کہ ان میں سے کون سے نکالوں۔ چند ایک میں نے پیش کئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تقریباً ہر ملک میں رہنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نوازتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف ممالک کے افراد جماعت کے مالی قربانیوں کے حیرت انگیز ایمان افروز اور روح پرور واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا کہ جائزے کے مطابق یہاں ایم ٹی اے سننے کا رواج جتنا ہونا چاہئے وہ نہیں ہے یا کم از کم میرے خطبات براہ راست نہیں سنتے۔ جماعت اتنا بے شمار جو خرچ کرتی ہے یہ جماعت کی تربیت کے لئے ہے۔ اگر وقت کا فرق بھی ہے تو جو repeat خطبہ آتا ہے اس کو سننا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کو خلافت سے جماعت کا تعلق جوڑنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ اگر گھروں میں آپ لوگ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو آہستہ آہستہ آپ کی اولادیں پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں گی۔ پس اس سے پہلے کہ پچھتاوا شروع ہو جائے اپنے آپ کو خلافت کے ساتھ جوڑیں اور اس کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے دیا ہوا ہے اسے استعمال کریں۔ دوسرے بھی بے شمار اچھے پروگرام ایم ٹی اے پر آتے ہیں لیکن کم از کم خطبات تو ضرور سنا کریں۔ یہ نہیں کہ مربی صاحب نے ہمیں خلاصہ سنا دیا تھا اس لئے ہمیں پتا ہے کیا کہا گیا۔ خلاصہ سننے میں اور پورا سننے میں بڑا فرق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ 1934ء میں احرار، جماعت

احمدیہ کو ختم کرنے کی باتیں کرتے تھے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی باتیں کرتے تھے۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کا اعلان کر کے دنیا میں مشنری بھیجنے کا منصوبہ بنایا۔ تبلیغ کا ایک جامع منصوبہ بنایا گیا۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کو جانا جاتا ہے اور 209 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

ضور انور ایدہ اللہ نے تحریک جدید میں گزشتہ سال پیش کی جانے والی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ سال (2015ء-2016ء) میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو تحریک جدید میں ایک کروڑ 9 لاکھ 33 ہزار پاونڈز سٹرلنگ کی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ الحمدللہ۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عالمی طور پر جماعتوں کی پوزیشن کے لحاظ سے پاکستان نمبر ایک پر، اس کے بعد جرمنی، برطانیہ اور امریکہ رہے۔

بعد ازاں حضور انور نے مختلف پہلوؤں سے بڑے بڑے ممالک کی تحریک جدید میں مالی قربانی کے جائزے احباب کے سامنے پیش فرماتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب شامل ہونے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی بڑھ چڑھ کر قربانی کی توفیق دے اور خلافت سے ہمیشہ ان کا مضبوط تعلق قائم کرتا رہے۔

(نوٹ: اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2016ء میں شائع ہو چکا ہے)۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پیس سمپوزیم کا انعقاد

آج پروگرام کے مطابق Genesis سنٹر کیلگری میں پیس سمپوزیم (Peace Symposium) کا انعقاد ہو رہا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت النور سے Genesis سنٹر کے لئے روانہ ہوئے اور پانچ بجکر بیس منٹ پر یہاں تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لے آئے جہاں اس تقریب میں شامل ہونے والے بعض وزراء، ممبران پارلیمنٹ اور کیلگری کے میئر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے منتظر تھے۔ اس موقع پر میڈیا اور پریس کے نمائندے بھی موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں سے تعارف حاصل کیا اور ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

ایک مہمان نے وزیر اعظم کینیڈا سے ملاقات کے حوالہ سے بات کی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصراً اس ملاقات کے حوالہ سے بتایا۔

ایک خاتون مہمان نے یارک یونیورسٹی ٹورانٹو میں حضور انور کے خطاب کے حوالہ سے ذکر کیا اور بتایا کہ میں اس سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔

مہمانوں سے یہ ملاقات قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی۔

اس کے بعد کینیڈا کے سابق وزیر اعظم آنریبل Stephen Harper نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی۔

موصوف کینیڈا کے بائیسویں وزیر اعظم رہے ہیں اور سال 2008ء میں بحیثیت وزیر اعظم مسجد بیت النور کیلگری کے افتتاح کے موقع پر تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف وزیر اعظم کی حیثیت سے اپنے دَور میں جماعت کینیڈا کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کر چکے ہیں اور ایک پروگرام میں شمولیت کے لئے پیس ویلج بھی آ چکے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ امریکہ میں ہونے والے الیکشن کے حوالہ سے بھی بات ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا: آپ جب کبھی یو کے آئیں تو ہمارے لئے بھی وقت رکھیں۔ یہ ملاقات پونے چھ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے۔ حضور انور کی آمد سے قبل جملہ مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ آج کی اس تقریب میں 644 مہمان شامل ہوئے۔ جن میں سابق پرائم منسٹر کینیڈا آنریبل سٹیفن ہارپر، منسٹر آف ہیومن سروسز البرٹا آنریبل عرفان صابر، کیلگری شہر کے میئر Naheed Nenshi، ممبر نیشنل پارلیمنٹ Darshan Sing Kang، سابق منسٹر ڈیفنس Jason Kenny، کیلگری یونیورسٹی کے پریذیڈنٹ اور وائس چانسلر Elizabeth Cannon، President & CEO Red Deer College، Chestermere شہر کے میئر، کیلگری کے سابق میئر، Red Deer شہر کے سابق میئر، ڈپٹی میئر Drumheller، صوبائی اسمبلی البرٹا کے ممبر پارلیمنٹ Mr. Ric McLver، Mr. Roger Chaffin کیلگری پولیس چیف، & Mr. Alvin Manitopyes Elder Cree Mr. Jim Dewald, ،Saulteaux Nation Dean Huskayne School of Business University of Calgary شامل تھے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر، پروفیسرز، اساتذہ، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے مختلف نمائندے، کونسلرز، مختلف حکومتی محکموں سے تعلق رکھنے والے افراد اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم خدری صاحب نے کی۔ اس کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

بعد ازاں مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنا استقبالیہ ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب کا تعارف بھی کروایا اور اس میں شامل ہونے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

کیلگری کے میئر Naheed Nenshi صاحب کا ایڈریس

بعد ازاں سب سے پہلے کیلگری کے میئر Naheed Nenshi صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا: حضرت خلیفۃ المسیح نے ہمیں اپنے وجود سے برکت بخشی ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کا یہاں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا کیلگری اور باقی دنیا میں اس غیر معمولی جماعت کی قیادت کے لئے بھی بے حد شکر گزار ہوں۔ جماعت احمدیہ کو کینیڈا میں 50 برس ہو گئے ہیں اور آج کا دن جماعت احمدیہ کے کاموں کی وجہ سے شکریہ ادا کرنے کا دن ہے۔ کیونکہ یہ جماعت باقی جماعتوں سے کئی گُنا زیادہ کام کرتی ہے۔ معاشرے میں موجود عدم برداشت اور تنگ ذہنیت کی یہ لڑائی ہم سب کی لڑائی ہے۔ یہ جماعت اس بات کو سمجھتی ہے کہ مل جل کر معاشرے کا قیام ہم سب کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔

موصوف نے کہا: مجھے اس بات پر فخر ہے کہ حضور نے کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد بنانے کے لئے Calgary کا شہر چنا اور کیلگری میں بھی وہ جگہ پسند فرمائی جہاں میں رہتا ہوں۔ مسجد بیت

النور ہمارے افق پر چمک کر ہمیں ہر روز اس خوبصورت نعرہ کی یاد دلاتی ہے محبت سب کے لئے ،نفرت کسی سے نہیں۔آج شکرگزاری Thanksgiving کا دن ہے اور میں بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔میں شکرگزار ہوں کہ مجھے ایک ایسے علاقہ میں رہنے کی سعادت حاصل ہے جس میں جماعت احمدیہ کے ممبران کا ایک بڑا حصہ آباد ہے۔میں ایک مرتبہ پھر حضورانور کا یہاں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کینیڈا کے سابق وزیرِ اعظم سٹیفن ہارپر صاحب کا ایڈریس

اس کے بعد کینیڈا کے سابق وزیرِ اعظم سٹیفن ہارپر صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک مرتبہ پھر سے ملاقات کرنا میرے لئے نہایت عزت اور خوشی کا مقام ہے۔میں مختصراً آپ کو اس شہر اور کینیڈا کی غیر معمولی جماعت یعنی جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتانا چاہتا ہوں۔میری وزارت عظمیٰ کے دَور میں جماعت احمدیہ ہمارے اُن بہترین ساتھیوں میں سے تھی جن کے ساتھ ہم نے مل کر کام کیا۔ جماعت احمدیہ کے لوگوں نے بحیثیت کاروباری افراد، بحیثیت پیشہ ور افراد اور بحیثیت دیگر محنتی ورکرز ہماری اقتصادیات میں قابل ذکر حصہ ڈالا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ نے ہمارے معاشرہ کے تقریباً ہر پہلو میں ایک فعال کردار ادا کیا ہے۔

جماعت احمدیہ Humanity First Canada اور بعض دوسری سرگرمیوں کے ذریعہ رفاہی کاموں کے لئے (جن میں قدرتی آفات کے لئے فنڈز وغیرہ جمع کرنا ہوتا ہے) مسلسل مالی اور افرادی قوت کے ساتھ اپنا حصہ ڈالتی رہی ہے۔مثال کے طور پر چند سال قبل ہیٹی میں آنے والے طوفان، پاکستان میں آنے والے سیلاب، فلپائن میں آنے والے طوفان اور افریقہ میں ایبولا سے لڑنے کے لئے اور سب سے بڑھ کر بچوں اور ذہنی امراض کے لئے سہولیات مہیا کرنے میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے۔آج خاص طور پر اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ نے ہماری Remembrance Day Campaign کے لئے بھی فنڈز اکٹھے کرنے میں مدد کی۔

موصوف نے کہا: میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہ جماعت احمدیہ ہی تھی جو Office of Religious Freedom کے قیام میں سب سے آگے تھی جس نے مذہبی اقلیتوں اور انسانی حقوق کے دفاع میں بہت اچھا کام کیا۔دنیا بھر میں آپ جیسی جماعتوں کو ہماری ضرورت ہے۔مذہبی آزادی کا یہ کام جاری رہنا چاہئے۔یہ کام انتہاپسندوں کے خلاف لڑائی کا کام ہے جو کہ مذہبی اقلیتوں پر ظلم کرتے ہیں اور تمام مذاہب پر پابندی لگانا چاہتے ہیں۔میں خلیفۃ المسیح اور یہاں پر موجود تمام خواتین وحضرات کو بتانا چاہوں گا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ باقی دنیا کی طرح کینیڈا میں بھی اخوت اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کے حقیقی اصولوں کے لئے کمال محنت کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ جب آپ لوگ باہر نکل کر محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا نعرہ بلند کرتے ہیں تو آپ لوگ تمام کینیڈا کے لوگوں کے دوست اور ہمسائے بن جاتے ہیں۔

مَیں خلیفۃ المسیح کا کیلگری میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور مجھے آج شام یہاں مدعو کرنے پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔آپ لوگوں نے اس ملک کے لئے جو کچھ کیا ہے اس پر بھی آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عرفان صابر صاحب کا ایڈریس

☆ بعدازاں عرفان صابر صاحب جو Human Services کے منسٹر ہیں اور البرٹا گورنمنٹ کی نمائندگی میں آئے تھے انہوں نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا: سب سے پہلے میں اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم اس جگہ اکٹھے ہوئے ہیں جہاں سات قوموں کا معاہدہ طے پایا تھا اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں صوبہ کے وزیر اعلیٰ Rachel Notley اور Alberta کی حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں۔مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آج ہم جماعت احمدیہ کے پچاس سالہ دور کو منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یقیناً کیلگری کے لئے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو اس خوبصورت صوبہ میں خوش آمدید کرنا ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے جس کا میں بھی ایک حصہ ہوں۔

بہت خوشی کی بات ہے کیلگری کی نمائندگی کرتے ہوئے اتنی بڑی تعداد میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس موقع پر شامل ہیں۔ Alberta صوبہ کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہاں مختلف بیک گراونڈز کے لوگ رہتے ہیں۔ہم ایک ایسا صوبہ ہیں جو دنیا کے تمام کونوں سے لوگوں کو کھینچ لاتا ہے۔میں جماعت احمدیہ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنی خوبصورت تقریب کا انتظام کیا اور اس سنگِ میل کو عبور کرنے پر آپ کو بہت مبارک ہو۔آخر پر ایک مرتبہ پھر خلیفۃ المسیح اور تمام حاضرین کو Alberta کی حکومت کی طرف سے خوش آمدید۔شکریہ

ممبر قومی اسمبلی درشن کنگ صاحب کا ایڈریس

اس کے بعد ممبر قومی اسمبلی درشن کنگ صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:۔سب سے پہلے تو میں اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آج اس تاریخی مقام پر موجود ہیں جہاں سات قوموں کا Treaty Seven کے نام سے ایک معاہدہ طے پایا تھا۔

موصوف نے کہا: میں آج یہاں جماعت احمدیہ کے پیس سمپوزیم میں شامل ہونا ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔اور مجھے اس بات کا بھی اعزاز ہے کہ میں یہاں امام جماعت احمدیہ کی موجودگی میں حاضر ہوں اور ان کے ساتھ جماعت احمدیہ کے کینیڈا میں 50 سال مکمل ہونے پر خوشی منا رہا ہوں۔جن لوگوں کو جماعت احمدیہ کے ساتھ ملنے کا اور ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے وہ اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ جماعت احمدیہ کا کینیڈا کے معاشرے میں بین المذاہب تعلقات، رضاکارانہ خدمات پیش کرنے اور بآواز بلند امن اور رواداری کا پیغام پھیلانے میں بہت اہم کردار ہے۔جماعت احمدیہ کو ان اقدار (جو کینیڈا کے لوگوں کو بہت محبوب ہیں) کے مظاہرہ میں ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ، ان کی اقدار خصوصاً نوجوانوں میں محنت سے کام کرنے اور انہیں کینیڈا کی سوسائٹی کا حصہ بنانے کے پیچھے امام جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے۔

جماعت احمدیہ جیسی کمیونٹی کو جو کہ کینیڈا میں ملٹی کلچرازم کو مضبوط کر رہی ہے وہ پہلے سے کہیں زیادہ ہماری عزت واحترام کے مستحق ہیں۔اس حوالہ سے میں حضورانور کی اعلیٰ قیادت پر حضور کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور آپ کی جماعت کو کینیڈا میں پچاس سال مکمل ہونے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور مجھے علم ہے کہ جماعت احمدیہ کے اگلے پچاس سال بھی کامیاب ترین ہوں گے۔ ایک مرتبہ پھر آپ سب کو مبارکباد اور آپ سب کا شکریہ۔آیئے ہم محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کے ذریعہ کینیڈا کو ایک مثالی ملک بنادیں۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 بج کر 10 منٹ پر انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔حضورانور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا اردو ترجمہ یہاں دیا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا ایمان افروز خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے فرمایا اور تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے پہلے میں اس موقع پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ کینیڈا میں ہماری جماعت کے عہدیداروں نے درخواست کی تھی کہ میں دنیا میں قیامِ امن کے ذرائع اور طریقوں کے حوالہ سے بات کروں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک کو اس بات کا احساس ہے کہ دنیا کو اس وقت امن اور ہم آہنگی کی سخت ضرورت ہے۔ بے شک دنیا اس بات کو سمجھ تو رہی ہے لیکن لگتا ہے کہ قیامِ امن کے لئے ضروری اقدام اُٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ امن کے حصول کے لئے باتیں کرنا تو بہت آسان ہے لیکن درحقیقت اس کے لئے جو کوششیں کی جارہی ہیں وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :افسوس کی بات ہے کہ دنیا کے اکثر حصوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ صرف دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی طاقت اور اقتدار کی ہوس بجھانے کو ہی ترجیح دی جارہی ہے۔ یہ سن کر آپ میں سے بعض کہیں گے کہ ایک مسلمان رہنما دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے کیا کہہ سکتا ہے جبکہ اس وقت دنیا میں موجود سارا فساد اور جنگوں کا مرکز مسلمان ملک خود بنے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نام نہاد اسلامی گروہوں کے قبیح افعال نے غیر مسلم دنیا میں ڈر اور خوف پھیلایا ہوا ہے۔ مغرب کے اندر لوگوں میں اسلام سے خوف میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور وہ اسلام کو اپنی تہذیب وتمدن کے لئے ایک خطرہ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ میں سے بعض اس بات کو ایک عجیب تضاد خیال کرتے ہوں گے کہ ایک مسلمان رہنما دنیا میں قیامِ امن کے حوالہ سے بات کر رہا ہے۔ تاہم کسی بھی قسم کا فیصلہ کرنے سے قبل ضروری ہے کہ لوگ اسلام کی اصل تعلیمات سے متعارف ہوں۔ کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کے اعمال اسلام سے مطابقت رکھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جس اسلام کا مجھے علم ہے اور جس اسلام پر میں عمل کرتا ہوں وہ تو مسلمانوں کی مقدس ترین کتاب قرآن کریم کی تعلیمات اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے اُسوہ پر مبنی ہے۔ چنانچہ جو وقت میسر ہے اس میں انہی حقیقی اسلامی تعلیمات کو آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ آپ ایک بہتر فیصلہ کر سکیں کہ آیا اسلام شدت پسندی اور تفرقہ کو فروغ دیتا ہے یا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو معاشرہ میں رواداری اور باہمی عزت واحترام کو فروغ دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سب سے پہلے تو میں قیامِ امن کا ایک سنہری اصول بیان کروں گا جس کا احاطہ سورۃ النحل کی آیت 91 میں کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ?اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔

یہ آیت مسلمانوں سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ ہر ایک سے اپنے قریبی عزیزوں جیسا سلوک کریں۔ یہ آیت اس بات کی پابندی کرواتی ہے کہ مسلمان دوسروں سے محبت کریں اور اس کے پیچھے کسی بدلہ کی خواہش نہ ہو جیسا کہ ایک ماں اپنے بچہ کو بے نفس ہو کر پیار کرتی ہے۔ پھر قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ مسلمان صرف دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ مسلمان دوسروں سے پیار اور محبت کے ساتھ پیش آئیں جن میں تمام مسلمان اور غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج جب ہم بعض مسلمان ممالک کے حالات دیکھتے ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس اسلامی تعلیم کو کلیۃً نظر انداز کیا گیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت سی مسلمان حکومتیں اپنے شہریوں کے حقوق ادا کرنے میں ناکام ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے عوام کے اندر بے چینی میں اضافہ ہوا ہے جس کے اثرات بہت گہرے اور دیرپا ہیں۔ اس کے نتیجہ میں دہشتگرد اور باغی گروہوں نے جنم لیا ہے اور یہ سب نہایت بھیانک مظالم ڈھانے کے قصوروار ہیں۔ ماضی کی کامیاب قومیں آج تباہ و برباد ہو گئی ہیں اور نہایت تکلیف دہ خانہ جنگی میں جکڑی جا چکی ہیں۔ اس جنگ وجدل کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات کو بھلا بیٹھی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں ناکام ہو رہی ہے۔ عدل وانصاف کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ان کے ہر فعل کے پیچھے طاقت کی ہوس اور لالچ ہوتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اضطراب عوام کے اندر پھیل رہا ہے اس کا آخری نتیجہ یہی ہے کہ امن تباہ ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : اسلام انصاف کے جن معیاروں کو بیان کرتا ہے ان کے تعلق میں قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت 136 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے ایماندارو ! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاو ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔ اگر وہ (جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے) غنی ہے یا محتاج ہے تو (دونوں صورتوں میں) اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ اس لیے تم (کسی ذلیل) خواہش کی پیروی نہ کیا کرو۔ تا عدل کر سکو اور اگر تم (کسی شہادت کو) چھپاؤ گے یا (اظہار حق سے) پہلوتہی کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

یہ آیت اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ اسلامی تعلیمات ہر گز ظالمانہ یا غیر منصفانہ نہیں ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات تو عدل و انصاف کے بے نظیر معیاروں پر مبنی ہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سچائی کے قیام کی خاطر ایک شخص کو اپنے یا اپنے اقرباء کے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ کہنا تو بہت آسان ہے کہ میں اپنے خلاف بھی بولنے کے لئے تیار ہوں لیکن عملاً اس معیار کے مطابق زندگی گزارنا بہت مشکل کام ہے۔ مگر اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے یہ ہدف اور مقصد رکھا ہے کہ حقیقی انصاف اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک ہر ایک اپنے تمام تر ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھنے کے لئے راضی نہ ہو جائے۔ اگر اس انمول اصول پر عمل کیا جائے تو یہ نہ صرف مسلمان ممالک بلکہ دنیا کے ہر ملک، ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں امن قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام دہشتگردی کو فروغ دیتا ہے لیکن اس قسم کے تمام اعتراضات محض اسلامی تعلیمات کے بارہ میں کم علمی اور کم فہمی کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں۔ ایک شخص جو بغیر کسی تعصب کے اسلامی تعلیمات پر غور وفکر کرے تو دیکھے گا کہ یہ تعلیمات تو کلیۃً ہر قسم کے ظلم، تعصب اور برائی کے منافی ہیں۔ اسلام تو معاشرے کی ہر سطح پر امن کی بنیاد قائم کرتا ہے اور اس میں مختلف قوموں کے باہمی تعلقات بھی شامل ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرا دو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے، تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے

کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں) میں صلح کرا دو اور انصاف کو مدنظر رکھو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر دو فریق یا قومیں کسی تنازعہ کا شکار ہو جائیں تو ہمسایہ ملکوں یا اتحادیوں کو مفاہمت کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر باہمی بات چیت کے ذریعہ امن قائم نہ ہو سکے تو دیگر قوموں کو اُس فریق کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے جو عدم انصاف کا مرتکب ہو رہا ہو اور اسے روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا چاہئے۔ مَیں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ زبردست قرآنی اصول صرف مسلمانوں کے لئے ہی اہمیت کا حامل نہیں بلکہ اقوامِ متحدہ اور دنیا کی دیگر بڑی طاقتیں اگر اس اصول پر عمل کریں تو یہ اصول دنیا کے استحکام اور دیرپا امن کے قیام کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ لیکن اس طریق کے مطابق نہ تو مسلمان ممالک اور نہ ہی غیر مسلم ممالک امن کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے بعد تنازعات کو حل کرنے کے لئے ثالثی کا یہ اصول اپنایا نہیں گیا جس کے نتیجہ میں قوموں کے مابین پیدا ہونے والی رنجشیں ابھی تک چل رہی ہیں۔ چنانچہ دنیا کو متحد کرنے اور مخالف گروہوں کی ترقی کی روک تھام کے لئے جو بھی کوششیں کی گئیں وہ سب بے معنی اور ناکام ثابت ہوئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ کوئی نئی یا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ گزشتہ سالوں میں کئی تجزیہ نگاروں اور کالم نگاروں نے اُن تنظیموں کو اور بنیادی طور پر اقوامِ متحدہ کو کھلے عام تنقید کا نشانہ بنایا ہے جنہیں دنیا میں امن و تحفظ قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ان تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ تنظیمیں بنیادی طور پر ناانصافی کی وجہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید برآں معاشرہ میں امن کے قیام کے حوالہ سے قرآن کریم سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں بیان فرماتا ہے۔'' اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے ایستادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔''

یہ آیت بتاتی ہے کہ ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ انصاف کے ساتھ کارروائی کرے اور اس کی دشمنی یا حسد اُسے انتقام لینے پر مجبور نہ کرے۔ یہ سن کر آپ میں سے شاید بعض سوال کریں گے کہ اگر یہی اسلام کی تعلیمات ہیں اور اگر واقعی اسلام امن اور انصاف کا مذہب ہے تو پھر جنگ وجدل اور جہاد کا نظریہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے وابستہ ہو گیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں مَیں پھر قرآن کریم کا حوالہ دوں گا۔ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ، آپؐ کے دعویٰ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکّہ میں شدید ظلم وستم اور ایذاء رسانیوں کا شکار رہے۔ بالآخر انہیں سکون کی خاطر مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ لیکن مکہ کے کفار نے وہاں بھی انہیں امن کے ساتھ رہنے نہیں دیا اور ان کے پیچھے مدینہ تک چلے آئے اور ان پر جنگ مسلط کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے محض ان حالات میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو جوابی کارروائی کرنے کی اجازت دی۔ دفاعی جنگ کی یہ اجازت سورۃ الحج کی آیت 40 میں ان الفاظ میں دی گئی۔'' وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔''

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ پر مزید روشنی ڈالی۔ چنانچہ سورۃ حج کی آیت 41 میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ ''(یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا ربّ ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادتگاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقتور (اور) غالب ہے۔''

یہ آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی کہ انہیں ظلم وستم کا سامنا تھا بلکہ انہیں تمام تر معاشرے کی حفاظت اور تمام لوگوں کے حقوق کا دفاع کرنے کے لئے جوابی جنگ کرنے کی اجازت دی گئی تا کہ وہ بغیر کسی خوف کے کھل کر اپنے عقیدہ اور مذہب کا اظہار کر سکیں۔ یہ اعلیٰ اسلامی تعلیمات کا عظیم الشان اظہار ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ وہ اسلام کا دفاع کر سکیں یا اس خوف سے دی کہ تمام مساجد تباہ ہو جائیں گی۔ بلکہ یہ اجازت تمام مذاہب اور تمام عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے دی گئی خواہ وہ کلیسا ہوں، مندر ہوں، گرجا گھر ہوں، مسجدیں ہوں یا کوئی بھی عبادت گاہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اُن ابتدائی مسلمانوں نے صرف اپنے دفاع کے لئے نہیں بلکہ انسانیت، مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر جیسی عالمی اقدار کو زندہ رکھنے کی خاطر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا۔ مسلمانوں نے اُن ظالموں کا ہاتھ روکنے کے لئے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالا جو دنیا کا امن تباہ کر دینا چاہتے تھے۔ مزید یہ کہ اسلامی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جہاں بھی یہ دفاعی جنگیں ہوئیں وہاں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگوں کے نہایت سخت اصول وضع کئے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مسلمان فوجیں کسی قسم کا ظلم نہ کریں۔ آپؐ نے خاص طور پر فرمایا کہ کلیسا، گرجا گھر، مندر اور دیگر عبادت گاہوں کو ہرگز نشانہ نہ بنایا جائے۔ اسی طرح مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پادریوں، ربّیوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو نشانہ نہ بنائیں۔ نہ ہی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نقصان پہنچے اور نہ ہی فصلوں اور درختوں کو تباہ کیا جائے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے چاروں خلفائے راشدین اور بعد میں آنے والے ایسے مسلمان حکمران جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کی پیروی کی انہوں نے ہمیشہ مذہبی عبادتگاہوں اور تمام مذاہب کے تقدس کا احترام کیا اور ان کی حفاظت کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دراصل ان اصولوں پر عمل کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے کیونکہ قرآن کریم سورۃ بقرہ کی آیت 191 میں فرماتا ہے۔'' اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور (کسی پر) زیادتی نہ کرو (اور یاد رکھو کہ) اللہ زیادتی کرنے والوں سے ہرگز محبّت نہیں کرتا۔''

یہ نہایت واضح اور اہم حکم اسلامی جنگوں کے لئے بعض شرائط عائد کرتا ہے۔ یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز از خود جنگ مسلط نہیں کرنی چاہئے یا پھر کسی قسم کا جارحانہ قدم نہیں اُٹھانا چاہئے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام دہشت گردی یا ظالمانہ جہاد کی اجازت دیتا ہے وہ سراسر گمراہی کا شکار ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الانفال کی آیت 62 میں فرماتا ہے۔ کہ خواہ کیسے بھی حالات ہوں مسلمانوں کو امن اور صلح کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' اور (اگر

تمہاری تیاریوں کو دیکھ کر) وہ (کافر) صلح کی طرف مائل ہوں تو (اے رسول!) تو بھی صلح کی طرف مائل ہو اور اللہ پر توکّل کر۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔''

اس کا مطلب ہے کہ مسلمان کو امن کی طرف جانے والا ہر ممکن راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر ممکن ہے کہ جنگ کے دوران ایک بھرپور حملہ کرنے کے لئے اور دوبارہ سے اپنے فوجیوں کو جمع کرنے کے لئے جنگ بندی کی اپیل محض ایک جنگی چال ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال کی آیت 63 میں فرماتا ہے۔'' اور اگر وہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہوں کہ بعد میں تجھے دھوکا دیں تو (یاد رکھ کہ) اللہ تیرے لئے یقیناً کافی ہی ہے جس نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا۔''

چنانچہ اگر یہ بھی خوف لاحق ہو کہ مخالف شاید دھوکہ دینے کے لئے ایسا کر رہا ہے تو تب بھی مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ان خوفوں کو ایک طرف کرتے ہوئے اللہ پر توکل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس کی روشنی میں کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مذہب ہے؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ بلکہ واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آج کل کے مسلمان مظالم ڈھا رہے ہیں اور ناقابل بیان حرکتیں کر رہے ہیں تو یہ لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کی ہتک کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو بیگانے ملکوں میں داخل ہو کر قتل و غارت اور بہیمانہ مظالم ڈھانے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پھر آگے بڑھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ یہ مان جائیں کہ اسلامی تعلیمات پُر امن ہیں لیکن اس کے باجود اُن کا سوال ہوگا کہ کیا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں واقعی ان تعلیمات پر عمل درآمد بھی ہوا تھا؟ اس بارہ میں آپ میرے الفاظ پر نہ جائیں بلکہ غیر مسلم تاریخ دان اور مستشرقین، جنہوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا مطالعہ کیا ہے، کو دیکھیں کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے صحابہؓ کے بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ مثلاً ایک برطانوی مستشرق اور ماہر آثارِ قدیمہ Stanely Lane-Poole جو کہ ڈبلن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلسل ظلم وستم سہنے کے بعد دوبارہ اپنے آبائی وطن مکہ میں فاتحانہ واپسی پر آپؐ کے اخلاق کے بارہ میں لکھتے ہیں :

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنے دشمنوں کے خلاف سب سے بڑی کامیابی کا دن بھی وہی دن تھا جس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس پر عظیم الشان فتح حاصل کی تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے اُن تمام ظلموں اور دکھوں کو کھلے عام معاف کر دیا جو وہ آپؐ پر سالہا سال سے ڈھا رہے تھے اور آپؐ نے تمام اہلِ مکہ کے لئے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ آپؐ کی فوج نے آپ کے نمونہ پر عمل کیا اور انتہائی امن کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئی۔ نہ کوئی گھر لوٹا گیا، نہ کسی عورت کو بے آبرو کیا گیا۔... یہ تھا وہ منظر جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی شہر میں دوبارہ داخل ہوئے۔ دنیا کے تمام معرکوں کی تاریخ میں اس عظیم الشان فتح کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

(The Speeches and Table Talk of the Prophet Muhammad by S Lane (Poole

پس یہ مصنف اس حقیقت پر گواہ ہے کہ فتح کے وقت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کسی شان وشوکت کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی اُن لوگوں سے انتقام لیا جنہوں نے آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو سخت تکالیف دی تھیں۔ بلکہ آپؐ کا ردِّ عمل ہر ایک کی معافی تھی۔ اس لئے میں ایک مرتبہ پھر آپ پر مکمل طور پر واضح کر دوں کہ وہ لوگ جو دہشتگردی اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ قرآن کریم کی تعلیمات اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایک طرف تو پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام لوگوں کو معاف فرما دیا جنہوں نے آپؐ اور آپؐ کے پیاروں کو اذیتیں دیں اور دوسری طرف آج کل کے نام نہاد مسلمان بے انتہا ظلم کر رہے ہیں اور معصوم جانوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تاہم یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ آجکل مسلمان ممالک میں جو جنگیں لڑی جا رہی ہیں انہیں باہر سے کھلے عام یا خفیہ طور پر بھڑکایا جا رہا ہے۔ مسلمان حکومتوں اور نہ ہی باغیوں اور دہشت گرد تنظیموں میں سے کسی کے پاس اس طرح کے جدید اور مہلک ہتھیار بنانے کی صلاحیت ہے جو وہ استعمال کر رہے ہیں۔ پس شام اور عراق میں استعمال ہونے والا اکثر و بیشتر اسلحہ باہر سے درآمد ہو رہا ہے۔ اس لئے ایسے ممالک جو یہ ہتھیار بنا رہے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اسلحہ کی تجارت کر رہے ہیں انہیں بھی آج کل کے فتنہ وفساد کے حوالہ سے اپنے حصہ کی ذمہ داری نبھانی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہت سے تجزیہ نگار اور ماہرین بلاشبہ اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ دہشتگرد گروہ داعش اور بعض دیگر باغی اور انتہا پسند گروہوں کے زیرِ استعمال ہتھیار اصل میں مغرب اور مشرقی یورپ کے ممالک میں بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ بڑی طاقتیں مسلمان ممالک میں موذی جنگوں کو ختم کرنے کی بجائے انہیں مزید بھڑکا رہی ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ امن کو ترجیح دیں وہ مسلسل اس صورتحال پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور جنگ وجدل سے اپنے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ مسلمان ممالک میں جہاں کہیں خانہ جنگی یا فسادات ہوئے ہیں وہاں بہترین حل یہی تھا کہ صرف ہمسایہ ممالک اس میں دخل اندازی کرتے اور اس خطہ میں امن کے قیام کی ذمہ داری اٹھاتے۔ لیکن بڑی طاقتوں کی خارجہ پالیسی اور ان کے کاروباری مفاد کچھ اور چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض مغربی ممالک سعودی عرب کو کروڑہا ڈالرز کے عوض بھاری اسلحہ فروخت کرتے چلے جا رہے ہیں باوجود یکہ یہ اسلحہ عرب کے ایک چھوٹے ملک یمن میں گھناؤنے ظلم ڈھانے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ اسلحہ کا اندھا دھند استعمال اور بمباری لاکھوں لوگوں کی زندگیاں تباہ کر رہی ہے اور شہروں اور قصبوں کا صفایا ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں معصوم لوگ مر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہسپتال جیسی جگہیں جہاں لوگ پناہ لیتے ہیں ان کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی کچھ شام اور عراق میں بھی ہو رہا ہے جہاں ڈاکٹروں اور نرسوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے جنہوں نے بڑی بہادری کے ساتھ متاثرین کی مدد کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ اسی طرح مذہبی عبادت گاہوں کو نشانہ بنانا بھی معمول بن چکا ہے۔ پھر کئی منزلوں پر مشتمل رہائشی عمارتوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے جس میں معصوم بچے اور عورتیں مر رہی ہیں۔ ان سارے مظالم کو کس طرح جائز قرار دے سکتے ہیں؟ اس جدید دور میں آپ اس کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ اور انجام کار ان غیر منصفانہ پالیسیوں کا کیا نتیجہ ہوگا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کی نوجوان نسل کو انتہا پسندی کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔ اپنے مستقبل کی تمام امیدیں کھو دینے کے بعد یہ نوجوان مغرب کے اندر دہشتگردی کے گھناؤنے ظلم ڈھا کر اپنا ردِّ عمل ظاہر کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مغربی ممالک کا ان کی تباہی کے پیچھے بڑا ہاتھ ہے۔ اس لئے میں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ دنیا کو اس

وقت امن کی فوری ضرورت ہے۔آج کا دن یہاں کینیڈا میں اور دنیا کے بعض دیگر ملکوں میں Remembrance Day کے طور پر منایا جارہا ہے۔اور اگر پیچھے مڑکر دوسری جنگِ عظیم کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں تقریباً سات کروڑ لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کئی دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی جب انسان اُس وقت ہونے والی تباہی و بربادی کے بارہ میں سوچتا ہے تو کانپ اُٹھتا ہے۔اس فیصلہ کُن جنگ نے ہمیں بتادیا تھا کہ اس دور کی جنگ کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں بلکہ یہ دراصل لالچ کی انتہا اور طاقت کی نہ بجھنے والی پیاس ہے۔یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں دنیا کو پہلی مرتبہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال کرنا پڑا۔امریکہ کی جانب سے ان ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال اور ظلم وستم کا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بیسویں صدی کے مشہور مصنف Ruth Cranston صاحب نے 1949ء میں اپنی کتاب World Faith میں لکھا:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی بھی جنگ اور خون ریزی کی ترغیب نہیں دی۔آپؐ نے جو جنگ لڑی وہ صرف جوابی کارروائی تھی۔آپؐ نے اپنی بقا کی خاطر دفاعی جنگ کی اور اپنے زمانہ کے ہتھیاروں اور طریق کے مطابق کی۔یقیناً چودہ کروڑ نفوس پر مشتمل ایک عیسائی قوم جو آج ایک بم کے ذریعہ ایک لاکھ بیس ہزار بے یاس ومددگار لوگوں کا خاتمہ کردیتی ہے ہرگز ایک ایسے رہنما کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی جس نے سنگین حالات میں بھی بمشکل پانچ یا چھ سو لوگوں کو مارا ہو۔

یہ کسی مسلمان یا تعصب کی طرف مائل انسان کا بیان نہیں بلکہ یہ تو ایک قابلِ احترام اور غیر جانبدار غیر مسلم مصنف کا بیان ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ آج کے دور میں ہونے والی جنگیں مذہبی وجوہات کی خاطر نہیں لڑی جارہیں بلکہ ان کا مقصد جغرافیائی سیاست اور طاقت اور دولت کا حصول ہے۔دوسری جنگِ عظیم کے وقت صرف امریکہ کے پاس نیوکلیئر ہتھیار تھے جبکہ آج کئی ملکوں، جن میں بعض بہت چھوٹے ملک شامل ہیں، کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں۔اور اس بات کا بھی امکان بڑھتا ہوا نظر آرہا ہے کہ یہ ہتھیار کسی ایسے دہشتگرد گروپ کے ہاتھ لگ جائیں گے جن کے لئے ان ہتھیاروں کا استعمال بہت آسان ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس میں تو کوئی سوال ہی نہیں کہ دنیا اس وقت عظیم تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے۔تیسری جنگِ عظیم کے بادل دن بدن گھنے ہورہے ہیں۔اس قسم کی جنگ کے اثرات کئی دہائیوں تک چلیں گے۔اغلب گمان ہے کہ دیرپا تابکاری اثرات کے نتیجہ میں بچے نسل درنسل معذور یا موروثی نقائص کے ساتھ پیدا ہوں گے۔پس اس وقت انسانیت کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی حفاظت کے لئے کام کرے۔

بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ اس عالمی بحران کے لئے مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہرائے جانے کی بجائے ذرا ٹھہر کر اپنی حالتوں کو بھی دیکھیں۔دنیا کو اس وقت شہرت کے بھوکے سیاستدانوں، جو مسلمانوں کو اپنے ملکوں میں داخل ہونے پر پابندیاں لگانے کے ارادے کررہے ہیں، کی بجائے ایسے حکمرانوں کی ضرورت ہے جو ہمارے درمیان اختلافات کو ختم کرنے والے ہوں۔اور یہ صرف اُسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کامل انصاف، جس کی بنیاد بے غرضی پر ہو، ہر قسم کی ہوا وحرص پر غالب آجائے۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل اور دانش عطا فرمائے جو جنگ وجدل کو فروغ دے رہے ہیں اور قبل اس کے کہ بہت دیر ہوجائے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی حرکتوں کے نتائج سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ کرے دنیا کے لوگ اپنے خالق کو پہچانیں اور قیامِ امن کے لئے جدوجہد کی اہمیت سمجھیں اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا احساس کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک بہتر اور روشن مستقبل دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کے آخر میں فرمایا: ان الفاظ کے ساتھ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا دعوت قبول کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔آپ سب کا بہت شکریہ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بج کر باون منٹ تک جاری رہا۔

جونہی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ختم ہوا۔تمام مہمانوں نے کھڑے ہوکر کافی دیر تک تالیاں بجائیں اور یوں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔اس کے بعد تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔ (باقی آئندہ)

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔24مارچ 2017ء، صفحہ 9,20-13)

جماعت احمدیہ کینیڈا کا بیالیسواں جلسہ سالانہ 2018ء

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کا بیالیسواں بابرکت جلسہ سالانہ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مورخہ 6، 7، 8 جولائی 2018ء ایئرپورٹ کے قریب انٹرنیشنل سینٹر، ٹورانٹو میں منعقد ہورہا ہے۔

یہ جلسہ روحانی، علمی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں جاری فرمایا تھا۔چنانچہ حضورؑ نے 7 دسمبر 1892ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں جلسہ سالانہ کی عظمت کو یوں بیان فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیاد ی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 341)

اس جلسہ سالانہ میں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور علماء سلسلہ کے نہایت علمی، تربیتی اور تبلیغی خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔الغرض یہ تین دن تبلیغی، روحانی اور علمی ترقی کے انمول ایّام ہیں ان سے احباب جماعت کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت کرے اور ہر جہت سے کامیاب و کامراں فرمائے اور یہ بہتوں کی رشد وہدایت کا موجب ہو۔

نیز آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں اور اپنے ساتھ غیر از جماعت دوستوں کو بھی بکثرت لائیں۔یہ تبلیغ کا سب سے نادر موقع ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے اور جلسہ کی روحانی برکات وفیوض سے مالامال فرمائے۔آمین۔

رضوان مسعود میاں

افسر جلسہ سالانہ

جلسہ پیشگوئی مصلح موعود کی تقریبات

20 فروری کا ہفتہ کینیڈا کی تمام جماعتوں میں پیشگوئی مصلح موعود کی نسبت سے بہت مصروف گزرا، تقریباً ہر شام مساجد اور نماز کے مراکز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم پیش گوئی کے الفاظ گونجتے رہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان 52 سالہ دور خلافت کے کارہائے نمایاں کا ایمان افروز ذکر ہوتا رہا۔

امارت وان کا جلسہ یوم خلافت

وان امارت کے تحت 2018ء کا جلسہ یوم مصلح موعود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی شان کے ساتھ بروز منگل 20 فروری کو مسجد بیت الاسلام میں منعقد ہوا۔ امسال اس جلسہ کی دو خصوصیات تھیں۔

ایک تو یہ کہ جلسہ کے انعقاد کی تمام تر ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ یارک ریجن کے ذمہ تھی۔ جس میں جلسہ کی تیاری، تقاریر کا انتخاب، تلاوت، نظم اور اردو / انگریزی تراجم اور مسجد کی تزئین و زیبائش سب کام شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام مراحل نہایت احسن رنگ میں ادا کئے گئے۔ دعا ہے اللہ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔

دوسری خاص بات یہ تھی کہ جلسہ کام کاج کے دن تھا۔ اس کے باوجود خدام اور مقامی صدران کی کوششوں سے حاضری ایک ہزار تک پہنچ گئی۔ الحمدللہ علی ذالک

تعارف

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا کے ارشاد کی تعمیل میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری کینیڈا نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے اپنے منفرد اور بااثر انداز میں اس جلسہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم یہ جلسہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ کے طور پر نہیں مناتے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست پیش گوئی کے پورا ہونے کے دن کو مناتے ہیں۔ یہ پیش گوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ 20 فروری کو پوری ہوئی۔

تعارف کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد پیش گوئی مصلح موعود کے اصل الفاظ اردو اور انگریزی میں پڑھ کر سنائے گئے۔ اردو الفاظ حلقہ وان ٹیم کے نوید الاسلام صاحب نے بڑے موثر انداز میں پڑھے۔ انگریزی الفاظ حلقہ وڈ برج ساؤتھ کے مکرم صفوان چوہدری نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد احباب کی خدمت میں ایک نظم پیش کی گئی۔

کوئز مقابلہ

اس کے بعد ایک دلچسپ Quiz Competition کا انعقاد ہوا۔ یہ مقابلہ مکرم مبشر احمد تشنہ صاحب ریجنل قائد وان نے Conduct کروایا۔

ہر ایک ٹیم تین ممبرز پر مشتمل تھی۔ دونوں ٹیموں سے باری باری سوالات پوچھے گئے۔ دونوں ٹیموں نے بڑے احسن رنگ میں سوالات کے جوابات دیئے۔ اس سے نہ صرف مقابلہ دلچسپ ہوا بلکہ حاضرین کے علم میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ تمام تر سوالات پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق تھے۔ مجلس انصاراللہ کی ٹیم اول قرار پائی۔

نوجوانوں سے توقعات

اس کے بعد نوجوانوں سے توقعات کے موضوع پر تین اطفال نے مل کر ایک چھوٹی سی Presentation پیش کی۔ حلقہ میپل کے علیان خان، شرجیل جمشید اور کاشف کاہلوں نے باری باری حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر سے چند منتخب اقتباسات پڑھے۔ ان اقتباسات میں حضور نے نوجوانوں سے وابستہ مختلف توقعات کا ذکر فرمایا ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود، ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

وان امارت کے مشنری مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب نے ''پیشگوئی مصلح موعود، ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت'' کے موضوع پر مرکزی تقریر فرمائی۔ آپ نے بڑے موثر انداز میں ثابت کیا کہ پیشگوئی کے تمام پہلو اپنے وقت پر پورے ہوئے۔ یہ ہستی باری تعالیٰ کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ اس کے ہاں پیدا ہونے والا بچہ کس نوعیت کا ہوگا۔ عمر کتنی ہوگی۔ کیسے کام کرے گا۔ بچہ پیدا بھی ہوگا کہ نہیں۔

خداوند کریم نے اپنے سچے مسیح کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے پیدائش سے نو (9) سال پہلے ہی یہ نوید عطا فرمائی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رنگ میں 52 خوبیوں کے ساتھ من وعن پوری ہوئی۔ (الحمدللہ) ہستی باری تعالیٰ کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکرم مولانا سرا صاحب نے مختلف واقعات و حالات سے یہ بھی ثابت کیا کہ اس پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔ جنہوں نے 52 سال تک خلافت کو اور جماعت احمدیہ کو نہایت مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔

جلسہ لجنہ اماءاللہ

لجنہ اماءاللہ نے اپنا جلسہ عین اسی وقت مسجد کے زیریں حصہ میں منعقد کیا۔ انہوں نے اپنا جلسہ علیحدہ ترتیب دیا تھا۔ البتہ مردوں کی طرف سے مکرم مولانا امتیاز سرا صاحب کی تقریر مستورات میں بھی براہ راست نشر ہوئی۔ لجنہ کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ تھی۔

تقسیم انعامات

مکرم مولانا سرا صاحب کی ایمان افروز تقریر کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم مولانا مبارک نذیر صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود زبانی یاد کرنے والے دو دوستوں اور Quiz Competition میں اول اور دوم آنے والی ٹیموں کو انعامات عطا فرمائے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ امسال بھی ماضی کی طرح لجنہ میں پیشگوئی یاد کرنے والی بچیوں اور خواتین کی تعداد مردوں سے کہیں بڑھ کر رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تعداد 23 ہے۔ اللھم زدفزد۔ صدر صاحبہ لجنہ نے ان خواتین میں انعامات تقسیم فرمائے۔

دوسالانہ وظائف

تقسیم انعامات کے بعد مکرم ڈاکٹر حمید احمد مرزا صاحب سیکرٹری تعلیم کینیڈا نے دوسالانہ وظیفوں کا اعلان کیا جو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے جیتنے والے احباب کو عطا فرمائے۔

جلسہ کی کارروائی مقررہ وقت کے مطابق 8 بجے شام اختتام

پذیر ہوئی جس کے بعد نمازِ عشا ادا کی گئی۔ نماز کے بعد احباب اور خواتین میں ریفریشمنٹ تقسیم کی گئی۔

(رپورٹ: مکرم محمد زبیر منگلا صاحب)

پیس ویلج امارت کا جلسہ پیشگوئی مصلح موعود

پیس ویلج جماعت کی یہ تقریب 21 فروری 2018ء ساڑھے چھ بجے شام مسجد بیت الاسلام میں محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا کی زیر صدارت بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد اس کے اردو اور انگریزی میں ترجمے پیش کئے گئے۔

تعارف

محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے فرمایا کہ آج کا جلسہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیش گوئی کے ذکر کا جلسہ ہے۔ اِس پیشگوئی کی تاریخ پندرہ سو سال پرانی ہے جس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں کروائی۔ 20 فروری 1886ء کا اشتہار اور ایک اولوالعزم بیٹے کی پیدائش کا اعلان کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے، یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے جس کا اعتراف اپنوں اور غیروں نے کھلم کھلا کیا۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں 1944ء کے اُس عظیم الشان جلسہ میں موجود تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلح موعود کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پیشگوئی کے الفاظ پر گواہ بن گیا۔

پیش گوئی کے اصل الفاظ

مختصر تعارف کے بعد سیّد قاصد صالح احمد صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ اُردو میں پڑھ کر سُنائے جن کا انگریزی ترجمہ عزیزم بُرہان گورایا صاحب نے پیش کیا۔ میاں عرفان احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ منظوم کلام سے چند اشعار ترنم سے سُنائے ؎

باب رحمت خود بخود پھر تم پہ وا ہو جائے گا
جب تمہارا قادر مطلق خدا ہو جائے گا

بعدہ اشعار کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی نظر میں

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولانا اعزاز احمد خاں صاحب نے انگریزی میں کی جس کا رواں اُردو ترجمہ بھی سُنایا جا رہا تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیشگوئی مصلح موعود پر اتنا کامل یقین تھا کہ آپؑ نے بار بار اپنی تحریروں اور خطبات میں اِس کا ذکر کیا۔ اِسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سے زائد مقامات پر اِس امر کا اظہار کیا کہ مرزا محمود احمد ہی دراصل مصلح موعود ہیں۔ مکرم مولانا صاحب موصوف نے اِس ضمن میں بہت سے تاریخی واقعات سُنائے۔ آپ کی تقریر بیس منٹ تک جاری رہی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی روایات

مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیس ویلج نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے موضوع پر انگریزی اور اُردو میں خطاب فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں بے شمار کارہائے نمایاں ہیں۔ آپؓ کی زندگی پیدائش سے لے کر بچپن کے مراحل اور پھر خلافت کا باون سالہ عظیم الشان دور، جماعت احمدیہ کی بنیاد، اندرونی اور بیرونی مشکلوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔ آپؓ کی کامیاب حکمت عملیاں اتنی طویل ہیں کہ نگاہ اُن تک پہنچ نہیں سکتی۔

مکرم مولانا صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی اولاد کی تربیت کا انداز کے چند ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ نے آخر میں فرمایا کہ ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم حضرت مصلح موعودؓ کی زندگی کو اپنائیں۔ اپنی سوچ کو اُس طریق پر ڈالیں اور اگر ہم اپنی سوچ کو بدل دیں تو بچوں کی سوچ بدل سکتی ہے۔ اور آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات سے ایک اقتباس سے پیش کیا۔

محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کے اختتامی کلمات کے ساتھ یہ بابرکت تقریب 8 بجے اجتماعی دُعا کے ساتھ ختم ہوئی۔

(نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ وان امارت کی چند جھلکیاں

جلسہ یوم مصلح موعودؓ پیس ویلج امارت کی چند جھلکیاں

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم محمد اکرام خاں صاحب

19 مارچ 2018ء کو مکرم محمد اکرام خاں صاحب، پیس ویلیج جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ 23 مارچ 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا منیر احمد چوہدری صاحب مشنری انچارج ایم ٹی اے نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ مکرم مولانا محمد شہزادہ خاں صاحب افغانی پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کے بیٹے تھے۔ نماز کے پابند، اپنے حلقہ میں مختلف حیثیتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مخلص احمدی، غریب پرور، ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ شاہدہ اکرام خاں صاحبہ، دو بیٹے مکرم محمد اکبر خاں صاحب مارکھم، مکرم اظفر خاں صاحب ریگسڈیل اور دو بھائی مکرم محمد رفیع خاں صاحب اور مکرم محمد شفیع خاں صاحب پاکستان یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم چوہدری ظہیر احمد صاحب

20 مارچ 2018ء کو مکرم چوہدری ظہیر احمد صاحب وڈبرج جماعت 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ 23 مارچ 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا منیر احمد چوہدری صاحب مشنری انچارج ایم ٹی اے یو ایس اے نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد میپل قبرستان میں تدفین عمل میں آئی اور تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ آپ مکرم چوہدری بشیر احمد مرحوم کے بیٹے تھے۔ بہت ہی ہمدرد و خیر خواہ، خلیق ملنسار، بلند حوصلہ اور باہمت تھے۔ نیک، صالح اور مخلص احمدی تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری عقیدت و محبت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ثریا احمد صاحبہ پرنسپل Ahmadiyya Elementary School مس ساگا، ایک بیٹا مکرم منیب احمد صاحب اور تین بیٹیاں محترمہ منزہ احمد صاحبہ، محترمہ ماہم احمد صاحبہ، محترمہ مریم احمد صاحبہ اور چار بھائی مکرم مولانا چوہدری منیر احمد صاحب ایم ٹی اے یو ایس اے، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب پیس ویلیج، مکرم چوہدری سفیر احمد صاحب ہالینڈ، مکرم چوہدری کلیم احمد صاحب ٹورانٹو اور چار بہنیں محترمہ آنسہ احمد صاحبہ اوک ول، محترمہ راشدہ عفت صاحبہ جرمنی، محترمہ ناصرہ احمد صاحبہ اور محترمہ زاہدہ احمد قریشی صاحبہ بریمپٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔

☆ محترمہ راشدہ صلاح صاحبہ

24 مارچ 2018ء کو محترمہ راشدہ صلاح صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل (ر) صلاح الدین صاحب مرحوم رچمنڈ ہل جماعت 79 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ 26 مارچ کو نماز مغرب کے بعد مسجد بیت الحمد مس میں مکرم مولانا صادق احمد صاحب مشنری مس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز 27 مارچ کو نیشنل قبرستان میں دفن ہوئیں اور تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت مرزا عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ مخلص، نیک، ہمدرد و خیر خواہ خاتون تھیں۔ پاکستان میں مختلف حیثیتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ خلافت سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم ڈاکٹر کمال احمد صاحب، مکرم نصیر الدین احمد صاحب امریکہ اور دو بیٹیاں محترمہ ماہ رخ رشید صاحبہ اہلیہ مکرم مقصود رشید صاحب اور محترمہ تہمینہ فصیح صاحبہ رچمنڈ ہل اور ایک بھائی مکرم مرزا نصیر احمد صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ اختر ضیاء صاحبہ

25 مارچ 2018ء کو محترمہ اختر ضیاء صاحبہ اہلیہ مکرم ضیاء اللہ چوہدری صاحب، فلاورٹاؤن جماعت 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ 26 مارچ کو مسجد بیت الحمد مس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مشنری مس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز 27 مارچ کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں دفن ہوئیں اور تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ نماز کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ، نیک، صالح اور دعا گو خاتون تھیں۔ چندہ باقاعدگی سے ادا کرتیں، نظام جماعت اور خلافت سے گہری عقیدت و محبت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بیٹے مکرم فرحت اللہ ضیاء صاحب، مکرم نوراللہ ضیاء صاحب، مکرم حماد ضیاء صاحب بریمپٹن، ایک بیٹی محترمہ مبارکہ ضیاء صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد عمر ناصر صاحب ناروے اور دو بہنیں محترمہ نصیر بیگم صاحبہ ناروے، محترمہ نجمہ مشتاق صاحبہ یوکے اور ایک نواسہ مکرم مولانا مصور احمد صاحب مشنری فن لینڈ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم عبدالباسط شاہد صاحب

29 مارچ 2018ء کو مکرم عبدالباسط شاہد صاحب کیلگری 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 30 مارچ کو مسجد بیت النور میں نماز جمعہ کے بعد مکرم عبدالباری چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 31 مارچ کو گارڈن پیس قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم میر مجید احمد طارق صاحب امیر مقامی کیلگری نے دعا کرائی۔ مرحوم مخلص احمدی تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور ایک فعال رکن تھے۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم مصباح الدین احمد صاحب کیلگری، مکرم جاوید شاہد صاحب کیلگری اور تین بیٹیاں محترمہ طیبہ امجد صاحبہ، محترمہ رافعہ بھٹی صاحبہ اور سعدیہ حشمت صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم مکرم اشعر شاہد صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا کے دادا تھے۔

☆ مکرم سید منور احمد صاحب

29 مارچ 2018ء کو مکرم سید منور احمد صاحب، پیس ویلیج ساؤتھ جماعت 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 30 مارچ کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 31 مارچ کو نیشنل قبرستان میں تدفین عمل میں آئی اور تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے صحابی حضرت سید میر مہدی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اور مکرم شیخ عبدالرحمٰن کپورتھلوی صاحب کے داماد تھے۔ مخلص، نیک، ہمدرد وخیر خواہ، نماز کے پابند اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ زینت قدسیہ صاحبہ، ایک بیٹا مکرم سید فاروق شہزاد صاحب پیس ویلیج، دو بیٹیاں محترمہ مریم سلمان صاحبہ، محترمہ عائشہ شیروانی وان ایسٹ اور چھ بھائی مکرم ڈاکٹر انوار احمد سید صاحب، مکرم سید اظہر احمد صاحب پاکستان، مکرم سید انصر احمد صاحب مسس ساگا، مکرم سید اختر احمد صاحب آسٹریلیا، مکرم سید اکبر احمد صاحب امریکہ، مکرم سید اطہر احمد صاحب پاکستان اور ایک ہمشیرہ محترمہ تنویر نازلی صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم نسیم احمد چوہدری صاحب

4/ اپریل 2018ء کو مکرم نسیم احمد چوہدری برایمپٹن 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 6 اپریل کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے بعد نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ آپ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب مرحوم واقف زندگی کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے مختلف حیثیتوں سے حیدرآباد سندھ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خصوصی حفاظتی دستہ یوکے اور مرکز کینیڈا میں خدمات بجالانے توفیق ملی۔ مخلص احمدی تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے مکرم وسیم احمد کامران صاحب سیسکاٹون، مکرم شمیم احمد ذی شان صاحب، مکرم محسن احمد ریحان صاحب برایمپٹن، مکرم خرم احمد کاشان صاحب امریکہ، مکرم عدیل احمد رضوان صاحب کیلگری، ایک بیٹی محترمہ ڈاکٹر صدف نسیم صاحبہ اہلیہ مکرم راحیل احمد صاحب اکونٹنٹ جامعہ احمدیہ کینیڈا پیس ویلیج، ایک بھائی مکرم نعیم احمد چوہدری صاحب، برایمپٹن اور تین بہنیں محترمہ مبارکہ داؤد صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس، محترمہ بشریٰ منہاس صاحبہ اور محترمہ بصیرت روحی صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ مقصودہ بیگم صاحبہ

7/ اپریل 2018ء کو محترمہ مقصودہ بیگم اہلیہ مکرم محمد عالم صاحب مرحوم پیس ویلیج 84 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ 8/اپریل کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 9 اپریل کو نیشول قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ مخلص احمدی، مالی قربانیوں میں پیش پیش، چندہ باقاعدگی سے ادا کرنے والی، ہمدرد و خیر خواہ، غریب پرور، خلیق ملنسار، صلہ رحمی کرنے والی دعا گو خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم افتخار عالم صاحب، مکرم آفتاب عالم صاحب ویسٹن، مکرم فضل محمود صاحب پیس ویلیج اور دو بیٹیاں مکرمہ امۃ المتین صاحبہ ویسٹن اور مکرمہ ریحانہ مختار صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

23 مارچ 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا منیر احمد چوہدری صاحب مشنری وانچارج ایم ٹی اے یو ایس اے نے مکرم چوہدری ظہیر احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم کرنل (ر) منور احمد صاحب

25 جنوری 2018ء کو مکرم کرنل (ر) منور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب کاٹھگری مرحوم 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 27 جنوری کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں ان کی نماز مکرم ملک طاہر احمد صاحب امیر جماعت لاہور نے پڑھائی اور گوکھوال، فیصل آباد میں تدفین ہوئی۔

مرحوم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت چوہدری غلام احمد کاٹھگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور حضرت چوہدری غلام محمد خاں گرداور قانونگو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

آپ کے جملہ پسماندگان کیلگری میں ہیں۔ اہلیہ محترمہ ریحانہ منور صاحبہ، دو بیٹے مکرم مبشر احمد صاحب مکرم مدثر رانا صاحب اور ایک بیٹی محترمہ عنبرین رانا صاحبہ یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ ریحانہ منور صاحبہ بھی صحابی حضرت چوہدری غلام محمد خاں گرداور قانونگو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔ آپ مکرم نبیل احمد رانا صاحب کی خالہ ہیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزا واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ

یکم فروری 2018ء کو محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ مرحوم مانٹریال میں 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم زکریا نصر اللہ خاں صاحب وان کی پھوپھی تھیں۔

☆ محترمہ رشیدہ قمر صاحبہ

یکم فروری 2018ء کو محترمہ رشیدہ قمر صاحبہ ہارون آباد میں 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ آپ محترمہ درمکنون صاحبہ کی صاحبزادی اور مکرم عبدالرشید خالد صاحب ملٹن کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ سائرہ خاں صاحبہ

9 فروری 2018ء کو محترمہ سائرہ خاں صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عمر صاحب آٹواہ میں 38 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا مکرم آدم بشیر احمد صاحب اور والد محترم نصر اللہ خاں صاحب مسس ساگا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم عبدالسمیع خالد صاحب

15 فروری 2018ء کو مکرم عبدالسمیع خالد صاحب لندن یوکے میں 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصی تھے۔ حضور انور نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ محترمہ حنا شیخ صاحبہ وان کے والد اور مکرم عبدالرشید خالد صاحب ملٹن کے بھائی تھے۔

☆ مکرم امجد فیاض صاحب

17 فروری 2018ء کو مکرم امجد فیاض صاحب سیسکاٹون میں ورکشاپ کام کرتے ایک حادثہ کا شکار ہوکر شدید زخمی ہوئے اور 18 فروری کو رات اڑھائی بجے 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 19 فروری کو نماز ظہر کے بعد مکرم مولانا ناصر محمود بٹ صاحب مشنری ایڈمنٹن نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان مین تدفین کے بعد نے دعا کرائی۔ جس میں غیر از جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔

مرحوم، ایم ٹی اے کی ڈشیں لگانے کی وجہ سے مشہور تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ انہیں بطور تحفہ پگڑی عطا فرمائی۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے، چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے، محبت کرنے والے اور رشتہ داروں کی غیر معمولی مدد کرنے والے تھے۔ ہمدرد، خیر خواہ، غریب پرور، مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ شازیہ یعقوب صاحبہ، چار بیٹے مکرم اسامہ امجد صاحب، مکرم وقار امجد صاحب، مکرم شازل امجد صاحب، مکرم فاران امجد صاحب اور تین بیٹیاں محترمہ اسامہ امجد صاحبہ، محترمہ ڈاکٹر بشریٰ امجد صاحبہ اور محترمہ آرزو امجد صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، شعبہ ضیافت جماعت احمدیہ کینیڈا کے مخلص اور خصوصی رضا کار مکرم محمد یعقوب کھرل صاحب کے داماد تھے۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع مرحوم کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ رسول بی بی صاحبہ

17 فروری 2018ء کو محترمہ رسول بی بی صاحبہ سری لنکا میں 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم سیف اللہ صاحب ایمری ویلیج ویسٹن کی والدہ تھیں۔

☆ محترمہ ریحانہ خورشید صاحبہ

19 فروری 2018ء کو محترمہ ریحانہ خورشید صاحبہ لاس اینجلس میں 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ آپ محترمہ سیما چوہدری صاحبہ وان اور محترمہ صدف راشد صاحبہ بریمپٹن کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم افتخار احمد شمس صاحب

17 مارچ 2018ء کو مکرم افتخار احمد شمس صاحب اسلام آباد 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد قمر صاحب مرحوم کے بھائی اور محترمہ بشریٰ طارق سیال صاحب پیس ویلیج ایسٹ کے ماموں تھے۔

☆ محترمہ عذرا جبیں صاحبہ

22 مارچ 2018ء کو محترمہ عذرا جبیں صاحبہ 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ سے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر شہزاد نور صاحب کی والدہ اور مکرم تیمور احمد نور صاحب وڈ برج ساؤتھ کی دادی تھیں۔

6 اپریل 2018 کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مکرم چوہدری نسیم احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم حضور احمد صابر صاحب

2 / اپریل 2018ء کو مکرم حضور احمد صابر صاحب ضلع سرگودہا میں 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ محترمہ ثمینہ سعید صاحبہ اہلیہ مکرم سعید احمد طاہر صاحب پیس ویلیج کے والد تھے۔

☆ مکرم چوہدری محمد ابراہیم کاٹھگڑی صاحب

3 / اپریل 2018ء کو مکرم حاجی چوہدری محمد ابراہیم کاٹھگڑی صاحب ربوہ میں 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ آپ مکرم چوہدری برکت علی صاحب مرحوم وکیل المال اول ربوہ کے نواسے تھے۔ مرحوم، کوئٹہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ محترمہ صالح بشریٰ صاحبہ پیس ویلیج کے بھائی تھے۔

☆ محترم بشیر احمد صاحب

22 دسمبر 2017ء کو محترم بشیر احمد صاحب، ونڈسر جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تدفین کے موقع پر مکرم مولانا عبدالنور عابد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بھائی، بیوہ، دو بیٹے کے علاوہ تین بیٹیاں محترمہ انور سلطانہ صاحبہ جرمنی، محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ ونڈسر، محترمہ ثریا رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ انیس الرحمٰن صاحب بریمپٹن سپرنگ ڈیل یادگار چھوڑی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔

ایک ضروری اور تاریخی اصلاح

احمدیہ گزٹ کینیڈا کے مارچ 2018ء کے شمارہ میں صفحہ 36 پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی وفات کا اعلان شائع ہوا تھا۔ نادانستہ سہو سے مکرم صاحبزادہ صاحب کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا پڑپوتا لکھا گیا ہے۔ جب کہ آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔ ادارہ اس نادانستہ سہو پر معذرت خواہ ہے۔

خدمت کا انمول موقع

جیسا کہ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ مورخہ چھ، سات، آٹھ جولائی 2018ء کو انٹرنیشنل سینٹر مسی ساگا میں منعقد ہو رہا ہے اور جلسہ سالانہ کے وسیع ترین انتظامات کے لئے غیر معمولی تعداد میں رضا کاروں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس خدمت کو معمولی خدمت نہ سمجھیں۔ یہ سعادت بڑی برکتوں والی ہے۔ اس خدمت کے نتیجہ میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے والی ہیں جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن کا آپ نے وارث بننا ہے۔

پس ہماری آپ سے درخواست ہے کہ ان بابرکت ایام کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت میں گزار کر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور اس کے ان گنت فضلوں سے حصہ پانے والے بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

رضوان مسعود میاں
افسر جلسہ سالانہ

لازمی چندوں کی ادائیگی

جماعت احمدیہ کینیڈا کا مالی سال 30 جون کو ختم ہو رہا ہے۔ تمام وہ افراد (مرد اور خواتین) جن کی کوئی بھی آمد (روزگار، تجارت، جروی ملازمت، سوشل ویلفیئر، Old AgeBenefit EI, Pension, Disablity وغیرہ) ہے۔ ان کے لئے لازمی چندہ جات (چندہ عام، چندہ وصیت اور چندہ جلسہ سالانہ) باشرح ادا کرنا ضروری ہے۔ ہماری نوجوان نسل کے لئے زیادہ ضروری ہے کہ وہ لازمی چندہ جات کی ادائیگیوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار توجہ دلا چکے ہیں کہ لازمی چندوں کو دوسرے چندوں اور تحریکات پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے سب سے پہلے لازمی چندوں کو باشرح ادا کریں۔

احباب جماعت اور خواتین سے گذارش ہے کہ اپنے لازمی چندوں کا جائزہ لیں اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کمی کو جلد از جلد پورا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین۔

خالد محمود نعیم
نیشنل سیکرٹری مال کینیڈا